

1

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحیح بخاری پر

سنکریں حدیث کے حصے

(دورانہ کارل جوار)

تالیف:

حافظ زبیر علی زئی

WWW.IRCPK.COM

مکتبة الحديث

حضرو ضلع اٹک

صحیح بخاری کی تیرہ (۱۳) روایات اور ان کا دفاع

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد :

اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری ”أصح الكتب بعد كتاب الله“ اللہ کی کتاب (قرآن) کے بعد سب کتابوں سے صحیح کتاب ہے۔ اصول حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ واضح اور دو ٹوک انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

”ثم حكى أن الأمة تلتقت هذين الكتابين بالقبول، سوى أحرف يسيرة، انتقدتها بعض الحفاظ كالدارقطني وغيره، ثم استنبط من ذلك القطع بصحة ما فيها من الأحاديث، لأن الأمة معصومة عن الخطأ، فما ظنت صحته وجب عليها العمل به، لا بُدَّ وأن يكون صحيحاً في نفس الأمر، وهذا جيد“

پھر (ابن الصلاح نے) بیان کیا کہ بے شک (ساری) امت نے ان دو کتابوں (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کو قبول کر لیا ہے سوائے تھوڑے حروف کے جن پر بعض حفاظ مثلاً دارقطنی وغیرہ نے تنقید کی ہے۔ پھر اس سے (ابن الصلاح نے) استنباط کیا کہ ان دونوں کتابوں کی احادیث قطعی الصحت ہیں کیونکہ امت (جب اجماع کر لے تو) خطا سے معصوم ہے۔ جسے امت نے (بالاجماع) صحیح سمجھا تو اس پر عمل (اور ایمان) واجب ہے اور ضروری ہے کہ وہ حقیقت میں بھی صحیح ہی ہو۔ اور (ابن الصلاح کی) یہ بات اچھی ہے۔ (اختصار علوم الحدیث ۱۲۴/۱، ۱۲۵)

اصول فقہ کے ماہر حافظ ثناء اللہ الزاہدی نے ایک رسالہ ”أحاديث الصحيحين بين الظن واليقين“ لکھا ہے جس میں ابواسحاق السفرائنی (متوفی ۳۱۸ھ) امام الحرمین الجوبینی (متوفی ۴۷۸ھ) ابن القیسرانی (متوفی ۵۰۷ھ) ابن الصلاح (متوفی ۶۴۳ھ) اور ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) وغیرہم سے صحیحین کا صحیح قطعی الثبوت ہونا ثابت کیا ہے۔ اس پر تفصیلی بحث سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا مختصر تعارف

① امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”ولم أر أحداً بالعراق ولا بخراسان في معنى العلل والتاريخ ومعرفة الأسانيد كبير أحد أعلم من محمد بن إسماعيل رحمه الله“ میں نے علل، تاریخ اور معرفت اسانید میں محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ (بخاری) سے بڑا کوئی عالم نہ عراق میں دیکھا اور نہ خراسان میں (کتاب العلل للترمذی ص ۳۲)

② امام بخاری کے شاگرد امام مسلم رحمہ اللہ نے آپ کے سر کا بوسہ لیا اور فرمایا:

”لا يعضك إلا حاسد وأشهد أن ليس في الدنيا مثلك“ آپ سے صرف حسد کرنے والا شخص ہی بغض کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی بھی نہیں ہے (الارشاد الخليلي ۹۱/۳ وسندہ صحیح)

۵ امام الائمہ شیخ الاسلام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے فرمایا:

”ما رأيت تحت أديم السماء أعلم بالحديث من محمد بن إسماعيل البخاري“ میں نے آسمان کے نیچے، محمد بن اسماعیل البخاری سے زیادہ بڑا حدیث کا عالم نہیں دیکھا (معرفۃ علوم الحديث للحاکم ص ۷۲ ج ۱۵۵ وسندہ صحیح)

۶ صحیح ابن حبان کے مؤلف حافظ ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے لکھا:

”وكان من خيار الناس ممن جمع وصنف ورحل وحفظ وذاكر وحث عليه وكثرت عنايته بالأخبار وحفظه للأثر مع علمه بالتاريخ ومعرفة أيام الناس ولزوم الورع الخفي والعبادة الاثمة إلى أن مات رحمه الله“ آپ لوگوں میں بہترین انسان تھے، آپ نے (احادیث) جمع کیں، کتابیں لکھیں، سفر کیا اور (احادیث) یاد کیں۔ آپ نے مذاکرہ کیا، اس کی ترغیب دی اور اخبار و آثار یاد کرنے میں بہت زیادہ توجہ دی۔ آپ تاریخ اور لوگوں کے حالات کو خوب جانتے تھے۔ آپ اپنی وفات تک خفیہ پرہیزگاری اور عبادت دائمہ پر قائم رہے، رحمہ اللہ (کتاب الثقات ۱۱۳/۹، ۱۱۴)

صحیح بخاری کا تعارف

اب صحیح بخاری کا تعارف پیش خدمت ہے:

① مشہور کتاب سنن النسائي کے مؤلف امام ابو عبد الرحمن النسائي رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) نے فرمایا: ”فما في هذه الكتب كلها أجود من كتاب محمد بن إسماعيل البخاري“ ان تمام کتابوں میں محمد بن اسماعیل البخاری کی کتاب سے زیادہ بہتر کوئی کتاب نہیں ہے (تاریخ بغداد ۹۲/۲ وسندہ صحیح)

② ”الإبانة الكبرى“ کے مصنف، امام حافظ، شیخ السنّة ابونصر الجزی الوائلی (حنفی) رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۴ھ) سے منقول ہے کہ:

”أجمع أهل العلم _ الفقهاء وغيرهم _ أن رجلاً لو حلف بالطلاق أن جميع ما في كتاب البخاري مما روى عن النبي ﷺ قد صح عنه ورسول الله ﷺ قاله، لا شك فيه أنه لا يحنت، والمرأة بحالها في حبالته“ اہل علم _ فقہاء وغیرہم کا اجماع ہے کہ اگر کوئی آدمی طلاق کی قسم اٹھائے کہ صحیح بخاری میں نبی ﷺ سے جو مروی ہے یقیناً صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی قسم نہیں ٹوٹی اور اس کی عورت اس کے نکاح میں باقی رہتی ہے۔

(علوم الحديث لابن الصلاح ص ۳۸، ۳۹ دوسرا نسخہ ص ۹۵، ۹۶، التکت للزركشي ص ۸۰، التقييد والايضاح للعراقي ص ۳۸،

۳۹، الشذی الضیاح لبرهان الدین الأبناسی، ورقہ: ۹ بحوالہ احادیث الصحیحین بین الظن والیقین ص ۲۸)
اس قول کی وائلی تک مجھے سند نہیں ملی لیکن ایسا ہی قول امام الحرمین ابوالمعالی سے مروی ہے، دیکھئے التکت للزکشی
(ص ۸۰، ۸۱، شرح صحیح مسلم للنووی، درسی نسخہ ج ۱ ص ۱۴ دوسرا نسخہ ۱۹/۱، ۲۰) التکت علی ابن الصلاح لابن حجر (۳۷۲/۱)
وقال: مقالته المشهورة)

امام الحرمین والا قول بھی با سند صحیح معلوم نہیں۔ ابن دجیہ والی روایت قوی متابعت نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔
تاہم یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ ایسی قسم اٹھانے والے شخص کی بیوی پر طلاق نہیں پڑتی۔
۳) شاہ ولی اللہ دہلوی (حنفی) فرماتے ہیں کہ:

”أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح
بالقطع و أتهما متواتران إلى مصنفيهما وأنه كل من يهون أمرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل

المؤمنين“
”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح
ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ
کے خلاف چلتا ہے۔“

(ج۱۳۲، اردو ترجمہ: عبدالحق حقانی)

برصغیر (پاکستان اور ہندوستان) کے دیوبندیوں، بریلویوں اور حنفیوں کے نزدیک شاہ ولی اللہ دہلوی کا بہت بڑا مقام
ہے، لہذا شاہ ولی اللہ کا قول ان کے لئے کافی ہے تاہم مزید تحقیق و اتمام جہت کے لئے آل دیوبند اور آل بریلی کی صحیح
بخاری کے بارے میں تحقیقات پیش خدمت ہیں۔

بریلویوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

① سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ نے صحیحین کے راوی محمد بن فضیل بن غزوان پر جرح کی (معیار الحق ص ۳۹۶) تو
احمد رضا خان بریلوی صاحب نے رد کرتے ہوئے لکھا:
”اقول اولاً: یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری صحیح مسلم کے رجال سے ہے۔“
(فتاویٰ رضویہ، طبع قدیم ۲۴۲/۲ طبع جدیدہ ۱۷۵/۵)

معلوم ہوا کہ احمد رضا خان صاحب کے نزدیک صحیحین کے راویوں پر جرح کرنا بے شرمی کا کام ہے۔
تنبیہ: محمد بن فضیل ثقہ و صدوق راوی ہے اس پر جرح مردود ہے واللہ
احمد رضا خان صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

”ازاں جملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ.....“ (احکام شریعت حصہ اول ص ۶۲)
 ② عبد السمیع رامپوری صاحب لکھتے ہیں کہ: ”اور یہ محدثین میں قاعدہ ٹھہر چکا ہے کہ صحیحین کی حدیث ناسی و غیرہ کل محدثوں کی احادیث پر مقدم ہے کیونکہ اوروں کی حدیث اگر صحیح بھی ہوگی تو صحیحین اس سے صحیح اور قوی تر ہوگی“
 (انوار ساطعہ ص ۳۱)

③ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:
 ”تمام محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح بخاری تمام کتب سے اصح کتاب ہے“
 (تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری ۵/۱) نیز دیکھئے تذکرۃ الحمد ثین للسعیدی (ص ۳۲۳)

④ محمد حنیف رضوی بریلوی نے صحیح بخاری کو ”اصح الکتاب بعد کتاب اللہ“ قرار دیا۔
 (دیکھئے جامع الحدیث ۳۲۳/۱ مقالات کاظمی ۲۴۷/۱، افادہ الاخ محمد داود ارشد حفظہ اللہ)
 نیز دیکھئے یہی مضمون، باب: حنیفوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام
 تنبیہ: یعنی حنفی، زیلیعی حنفی، ابن الترمذی حنفی اور ملا علی قاری وغیرہم کو بریلوی حضرات اپنا اکابر مانتے ہیں لہذا ان کے اقوال بریلویوں پر حجت قاطعہ ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ بھیروی بریلوی فرماتے ہیں کہ: ”جمہور علمائے امت نے گہری فکر و نظر اور بے لاگ نقد و تبصرہ کے بعد اس کتاب کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری کا عظیم الشان لقب عطا فرمایا ہے۔“ (سنت خیر الانام ص ۵۷ طبع ۲۰۰۱ء)

دیوبندیوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

① رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ: ”مگر کتاب بخاری اصح الکتاب میں جو چودہ روز مذکور ہیں وہ سب سے رائج ہے“
 (اثقن العری فی تحقیق الجمعۃ فی القری ص ۱۸، تالیفات رشیدیہ ص ۳۳۷)

نیز دیکھئے اوثق العری (ص ۲۹) وتالیفات رشیدیہ (ص ۳۳۳) س

② مدرسہ دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ایک آدمی راؤ عبدالرحمن صاحب سے فرمایا:
 ”بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہان کے بادشاہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخاری پڑھتے تھے۔ اگر سامنے بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (حکایات اولیاء ص ۲۷۲ حکایت: ۲۵۴)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک، سیدنا صاحب جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحیح بخاری پڑھتے تھے۔ اگر اس میں کوئی ضعیف حدیث ہوتی تو آپ ﷺ انہیں یا نانوتوی صاحب کو ضرور بتا دیتے۔!

③ انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ: ”والشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایضاً کتب اناہ راہ ﷺ
 وقرأ علیہ البخاری فی ثمانیۃ رفقة معه ثم سماهم وکان واحد منهم حنفیاً وکتب الدعاء الذی
 قرأہ عند ختمہ ، فالرؤیا یقظۃ متحققۃ و انکارھا جھل“

مفہوم: اور شعرائی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں ایک خفی تھا، آپ کو صحیح بخاری پڑھ کوسنائی، اور جو دعا اس کے ختم کے وقت پڑھی تھی لکھ دی۔ پس (یہ) روایت بیداری کی ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔ (فیض الباری ۲۰۴/۱)

معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے ”عظیم محدث“ کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے بیداری میں (دنیا میں آکر) آٹھ آدمیوں کو صحیح بخاری پڑھائی۔ اگر اس میں کوئی ضعیف حدیث ہوتی تو آپ ﷺ ضرور بیان فرمادیتے!

۵) قاری محمد طیب دیوبندی، مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ: ”دوسری طرف شارح بخاری جواصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے“ (مقدمہ فضل الباری ۲۶/۱)

اسی کتاب کے مقدمے میں قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ:

”اس لئے حدیث صحیح لذاتہ کا انکار درحقیقت قرآن کی سیکنٹروں آیتوں کا انکار ہے۔ اس لئے کسی منکر حدیث کے لئے جو اتباع قرآن کا نام نہاد مدعی ہے کم از کم اس روایت سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی جس کا نام صحیح لذاتہ ہے۔“ (مقدمہ فضل الباری ۱۰۳/۱)

قاری محمد طیب صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

”صحیح بخاری: تو امام بخاریؒ روایت کرنے میں یکتا ہیں کہ صحیح بخاری کے اندر جو حدیثیں ہیں وہ ان کی شرائط پر منطبق ہیں وہ نہایت ہی اونچی حدیثیں ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحیح کسی اور کتاب میں نہیں ہے مسلم میں بھی صحیح حدیثیں ہیں ترمذی میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ نسائی میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ اور کتابوں میں بھی ہیں مگر جن شرائط اور محتاط طریقے سے امام بخاریؒ قبول کرتے ہیں ان سب سے نیچے نیچے ہیں۔ ان کی نہایت پکی شرطیں ہوتی ہیں۔ وہ ان میں کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسی شرطیں روایت میں لگائی ہیں کہ وہ اور صحیحوں سے بڑھ کر روایت میں صحیح ہیں جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کر دیا..... اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے۔

اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہ اللہ کی کتاب کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری ہے۔ کتاب اللہ کے بعد اس کا درجہ رکھا گیا۔ اول تو طبعاً بھی بعد میں اس کا مرتبہ ہونا چاہئے اس لئے کہ کتاب اللہ اسے میں تو اللہ کا علم ہے.. کتاب اللہ کہتے ہیں جس میں حق تعالیٰ کا حکم ہو، اور یہ صحیح بخاری درحقیقت کتاب الرسولؐ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ رسول کا درجہ تو اللہ کے بعد ہی ہے اس لئے رسول کی کتاب کا درجہ بھی اللہ کی کتاب کے بعد ہوا۔ تو اعلیٰ ترین صحت کتاب اللہ کی ہے کہ اس عالم میں کسی آسمانی کتاب کو وہ صحت نصیب نہیں ہوئی جو کتاب مبین کو ہوئی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کلام درحقیقت صرف یہی ہے۔“ (خطبات حکیم الاسلام ۲۳۲/۵، ۲۳۳)

تنبیہ: نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ پورا درود ”ﷺ“ لکھنا چاہئے۔ صرف ”ص“ وغیرہ لکھ دینا غلط ہے دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح (ص ۲۰۹ دوسرا نسخہ ص ۳۰۰، ۳۰۱)

۵) مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

”حالانکہ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری“

(مودودی صاحب اور تخریب اسلام ص ۱۹، احسن الفتاویٰ ۱/۳۱۵)

⑥ محمد عاشق الہی میرٹھی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”جمہور کا مسلک یہ ہے کہ سب سے مقدم بخاری ہے بلکہ تقریباً سارے ہی مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔“

(سوانح عمری، محمد زکریا صاحب ص ۳۴۹، ۳۵۰)

⑦ مولوی عبدالقدیر دیوبندی صاحب (مومن پور، حضرو، ضلع انک والے) حافظ ابن حجر کا ضابطہ بطور استدلال لکھتے

ہیں کہ: ”یعنی صحیحین کی روایت کو غیر پر ترجیح ہوگی۔“ (تدقیق الکلام ۲۳۲)

⑧ محمد عبدالقوی پیر قادری لکھتے ہیں کہ:

”علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ احادیث کی جملہ کتابوں میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم صحیح ترین ہیں۔“

(مفتاح النجاح مع حل سوالات جلد اول ص ۳۵)

⑨ دیوبندی مناظر ماسٹر محمد امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”..... مگر اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری اصح البخاری اور صحاح ستہ کے اجماع کے انکار کو کفر سمجھتے ہیں۔“

(فرقہ غیر مقلدین کی ظاہری علامات ص ۴۲ فقرہ ۱۶، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۲۶۲ طبع ۱۹۹۴ء)

⑩ عبدالقیوم حقانی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”چنانچہ روئے زمین پر اصح الکتاب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری کے باب۔“

(دفاع امام ابو حنیفہ ص ۲۸۷ پسند فرمودہ عبدالحق حقانی و سمیع الحق حقانی)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے کہا: ”اہل فن اسے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ قرار دیتے ہیں“ (آثار الحدیث جلد دوم ص

(۱۶۳)

اس قسم کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً دیکھئے تفہیم البخاری (۲۷/۱، از عدنان احمد مکتبہ مدینہ/شائع کردہ مکتبہ

مدینہ، اردو بازار لاہور) و حصہ بابت اہل حق (ص ۳۰۴ عبدالقیوم حقانی) و مقدمۃ انوار الباری (۵۲/۲) و درس ترمذی

(محمد تقی عثمانی ۶۸/۱) انعام الباری (محمد تقی عثمانی ۹۹/۱) علوم الحدیث (محمد عبید اللہ الاسعدی ص ۹۴) ارشاد اصول

الحدیث (مفتی محمد ارشاد قاسمی ص ۵۹ بحوالہ ظفر الامانی ص ۱۳۶) آسان اصول حدیث (خالد سیف اللہ رحمانی ص ۳۸)

خیر الاصول فی حدیث الرسول (خیر محمد جالندھری ص ۶، ۷، آثار خیر ص ۱۲۳، ۱۲۴) کشف الباری (۱۸۵/۱، از افادات:

سلیم اللہ خان دیوبندی)

جناب عبدالحق حقانی دیوبندی (صاحب تفسیر حقانی) فرماتے ہیں کہ:

”اسی لئے حدیث کی کتابوں میں صحیح بخاری سب سے قوی اور معتبر ہے اس کے بعد صحیح مسلم۔“

(عقائد الاسلام ص ۱۰۰ پسند فرمودہ محمد قاسم نانوتوی، دیکھئے ص ۲۶۴)

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ:
 ”امام مسلم (المتوفی ۲۶۱ھ) صحیح مسلم شریف کے مؤلف ہیں جو بخاری شریف کے بعد تمام حدیث کی کتابوں میں پہلے درجہ پر صحیح تسلیم کی جاتی ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔“
 (حاشیہ احسن الکلام ۱۸۷/۱ دوسرا نسخہ ۲۳۴)

حنفیوں کے نزدیک صحیح بخاری کا مقام

- ① یعنی حنفی نے کہا: ”اتفق علماء الشرق والغرب على أنه ليس بعد كتاب الله تعالى أصح من صحيح البخاري و مسلم“ مشرق و مغرب کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد بخاری و مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے (عمدة القاری ۵/۱)
- ② ملا علی قاری نے کہا: ”ثم اتفقت العلماء على تلقي الصحيحين بالقبول وإنهما أصح الكتب المؤلفة....“ پھر (تمام) علماء کا اتفاق ہے کہ صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور یہ دونوں کتابیں تمام کتابوں میں صحیح ترین ہیں (مرقاۃ المفاتیح ۵۸/۱)
- ③ زیلعی حنفی نے کہا: ”وأعلى درجة الصحيح عند الحفاظ ما اتفق عليه الشيخان“ اور حفاظ حدیث کے نزدیک سب سے اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث وہ ہے جس کی روایت پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو (نصب الرایۃ ۴۲۱/۱)
- ④ شاہ ولی اللہ دہلوی کا قول ”صحیح بخاری کا تعارف“ کے تحت گزر چکا ہے (ص ۳)
- ⑤ قاضی محمد عبدالرحمن عیدالحکلاوی الحنفی نے کہا: ”ومن هذا القسم أحاديث صحيح البخاري و مسلم فإن الأمة تلتقت ما فيهما بالقبول“ اور اسی قسم سے بخاری و مسلم کی حدیثیں ہیں کیونکہ بے شک امت نے (تلقی بالقبول کر کے) انہیں قبول کر لیا ہے (تسہیل الوصول الی علم الوصول ص ۱۴۵ اکمل خبر الواحد و وجوب العمل بہ)
- نیز دیکھئے قفوا الاثر فی صفو علوم الاثر لمحمد بن ابراهيم الحلبي الحنفي (ص ۵۱-۵۷) وبلغه الغريب فی مصطلح آثار الحبيب لمحمد مرتضى الحسيني الزبيدي (ص ۱۸۹ [۳]) والأجوبة الفاضلة للكهنوی (ص ۱۹، مجموعہ رسائل للکهنوی ۴۱۱/۴)
- ⑥ احمد علی سہارنپوری ماتریدی (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے فرمایا:

”واتفق العلماء على ان اصح الكتب المصنفة صحيحا البخاري و مسلم و اتفق الجمهور على ان صحيح البخاري اصحهما صحيحاً و اكثرهما فوائد“ اور علماء کا اتفاق (اجماع) ہے کہ کتاب اللہ کے بعد (کبھی ہوئی کتابوں میں سب سے صحیح بخاری و مسلم ہیں اور جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ صحیح مسلم سے صحیح بخاری زیادہ صحیح ہے اور اس میں فوائد بھی زیادہ ہیں) (مقدمۃ صحیح البخاری، درسی نسخہ ۴/۱)

اس قسم کے اور بھی بہت سے حوالے ہیں۔ مختصر یہ کہ بریلویوں، دیوبندیوں اور حنفیوں کے نزدیک صحیح بخاری صحیح اور

اصح الكتب بعد كتاب الله ہے۔ والحمد لله على ذلك

صحیح بخاری پر منکرین حدیث کے حملے

دور قدیم اور دور جدید میں منکرین حدیث جن زاویوں سے صحیح بخاری پر حملے کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں ان کا مختصر تعارف مع رد درج ذیل ہے:

☆ بعض الناس صحیح بخاری کی ایک یا چند احادیث لے کر کہتے ہیں کہ ”یہ قرآن کے خلاف ہے“

عرض ہے کہ خلاف ہونے کی دو قسمیں ہیں:

اول: ایک دلیل دوسری دلیل کے من کل الوجہ (ہر لحاظ) سے خلاف ہو، تطبیق اور توفیق ممکن ہی نہ ہو مثلاً (۱) ایک شخص کہتا ہے ”کتا حلال ہے“! (۲) دوسرا کہتا ہے ”کتا حرام ہے“ یہ دونوں اقوال ایک دوسرے کے سراسر مخالف ہیں۔ اس قسم کی مخالفت والی کوئی ایک حدیث بھی صحیح بخاری میں موجود نہیں جس سے قرآن مجید کا صریح خلاف وارد ہوتا ہو۔ بلکہ دنیا کی کسی کتاب میں ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے جو اس لحاظ سے قرآن کے صریح مخالف ہو۔

میرا یہ دعویٰ ہے کہ: ”لا أعرف أنه روي عن النبي ﷺ حديثان _ بإسنادين صحيحين _ متضادين، فمن كان عنده فليأتني لأؤلف بينهما“ شا الله ”مجھے نبی ﷺ کی ایسی دو صحیح سند حدیثیں معلوم نہیں ہیں جو باہم متعارض ہوں (یا قرآن کے خلاف ہوں) جس شخص کے پاس ایسی کوئی بات ہے تو وہ میرے پاس لے آئے میں ان کے درمیان تطبیق و توفیق دے کر سمجھا دوں گا ان شاء اللہ۔

تنبیہ: اس قسم کا ایک قول شیخ الاسلام محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) سے مروی ہے لیکن مجھے اس کی کوئی صحیح سند نہیں ملی، لہذا ہم اس بات کو امام ابن خزیمہ سے منسوب نہیں کرتے۔

دوم: حدیث صحیح کا متن صراحت کے ساتھ قرآن یا احادیث صحیحہ کے خلاف نہیں ہوتا۔ ناسخ منسوخ، تطبیق اور توفیق ممکن ہوتی ہے لیکن بعض الناس اپنے اپنے مزاعم مخصوصہ کی بنا پر اس حدیث کو قرآن یا احادیث صحیحہ کے خلاف کہہ دیتے ہیں۔ ان کا یہ یہ اعتراض سرے سے مردود ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿حَرِّمْتُ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ﴾ تم پر مردار حرام کیا گیا (المائدہ: ۳)

جبکہ ارشاد نبوی ہے کہ: ”الحل ميتته“ سمندر کا مردار حلال ہے (موطا امام مالک ۲۲/۱ ح ۴۰ و سندہ صحیح، و رواہ أبو داود: ۸۳ والنسائی: ۵۹ وابن ماجہ: ۳۸۶ والترمذی: ۶۹ وقال: ”هذا حديث حسن صحيح“ وصحہ ابن خزیمہ: ۱۱۱۱ او ابن حبان الموار: ۱۱۹)

اگر کوئی شخص قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے مردہ مچھلی (مردار سمندر) کو حرام قرار دے تو یہ اس شخص کی حماقت ہی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل سے استدلال غلط ہوتا ہے۔

تنبیہ: بعض منکرین حدیث نے (۱) تخلیق آدم و حوا (۲) فرضیت اطاعت والدین وغیرہ اسلامی عقائد کو قرآن کے خلاف کہہ کر رد کر دیا ہے (!) دیکھئے پرویز کی کتاب ”عالمگیر افسانے“ (ص ۳، ۱۷)

☆ ۲ بعض لوگوں نے میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب اور تہذیب الکمال وغیرہ کتب اسماء الرجال میں صحیحین کے بعض مرکزی راویوں پر بعض جرحیں نقل کر کے ان کی روایات رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ حرکت حبیب الرحمن کاندھلوی، تمنا عمادی، شبیر احمد ازہر میرٹھی اور محمد ہادی تورڈھیروی وغیرہ منکرین حدیث نے کی ہے۔ صحیحین کی اصولی روایتوں پر اسماء الرجال کی کتابوں میں یہ جرحیں دیکھ کر ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ یہ تمام جرح درج ذیل دو باتوں پر مشتمل ہیں:

① بعض جرحیں اصل جرحین سے ثابت ہی نہیں ہیں مثلاً صحیحین کے بنیادی راوی ابن جریج کے بارے میں بعض الناس نے تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۱/۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲) وغیرہ کے ذریعے لکھا ہے کہ ابن جریج نے نوے (۹۰) عورتوں سے متعہ کیا تھا۔ دیکھئے حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حیاتی کی کتاب ”نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح“ (مقدمہ ص ۱۸ برقی)

تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ: ”وقال جریر: کان ابن جریج یری المتعۃ تزوج ستین امرأة.. قال ابن عبدالحکم: سمعت الشافعی یقول: استمتع ابن جریج بتسعين امرأة حتی انه کان یحتقن فی اللیلة بأوقیۃ شبیر ج طلباً للجماع“ (۱/۱۷۰، ۱۷۱)

جرح کے یہ دونوں اقوال بے سند ہونے کی وجہ سے باطل ہیں۔ جریر اور ابن عبدالحکم کی وفات کے صدیوں بعد حافظ ذہبی پیدا ہوئے لہذا انہیں کس ذریعے سے یہ اقوال ملے ہیں؟ نامعلوم ہے۔ اسی طرح مؤمل بن اسماعیل پر امام بخاری سے منسوب جرح (منکر الحدیث) امام بخاری رحمہ اللہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔

② بعض جرحیں اصل جرحین سے ثابت ہوتی ہیں لیکن جمہور کی توثیق یا تعدیل صریح کے مقابلے میں جرح غیر صریح ہونے کی وجہ سے مردود ہوتی ہیں مثلاً امام زہری، عبدالرزاق بن ہمام، یقینہ بن الولید، عبدالحمید بن جعفر، عکرمہ مولیٰ ابن عباس اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہم پر تمام جرحیں جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

تنبیہ: امام زہری کا ذکر بطور فرضیت کیا گیا ہے درجہ وہ تو بالا جماع ثقہ ہیں والحمد للہ۔ جب کسی راوی پر جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہو تو جرحین مع جرح اور معدلین مع تعدیل جمع کر کے دیکھیں پھر اس حالت میں جس طرف جمہور ہیں وہی حق اور صواب ہے۔

تمنا عمادی، کاندھلوی اور شبیر احمد میرٹھی وغیرہ تمام لوگوں کی صحیحین کے بنیادی و اصولی راویوں پر جرحیں جمہور و اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود و باطل ہیں۔

☆ ۳ بعض لوگ تدلیس یا اختلاط کی وجہ سے بھی جرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ثقہ مدلس کی روایت تصریح سماع یا معتبر متابعت و صحیح شہاد کے بعد صحیح و حجت ہوتی ہے اور مختلط کی اختلاط سے پہلے والی روایت بھی بالکل صحیح ہوتی

ہے۔ صحیحین میں تمام مدلسین کی روایات تصریح سماع، معتبر متابعات اور صحیح شواہد پر مبنی ہیں۔ تفصیلی حوالوں کے لئے اصول حدیث کی کتابیں دیکھئے نیز دیکھئے شرح صحیح مسلم للنووی (۱۸/۱ اور سی نسخہ)

محمد سر فراز خان صفدر دیوبندی حیاتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

”مدلس راوی عن سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا کوئی ثقہ متابع ہو مگر یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضمر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ (مقدمہ نووی ص ۱۸، فتح المغیث ص ۷۷ و تدریب الراوی ص ۱۴۴)“ (خزان السنن ۱/۱)

بعض جاہل لوگ ادراج اور مدرج کی جرح کر کے بعض ثقہ راویوں کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس جرح کی علمی میدان میں کوئی حیثیت نہیں ہے، صرف مدرج کو غیر مدرج سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور بس!

ہشام بن عروہ پر بعض الناس کی جرح اور اس کا جواب

ہشام بن عروہ المدنی رحمہ اللہ کے بارے میں ابو حاتم الرازی (متوفی ۲۷۷ھ) نے کہا: ”ثقة إمام في الحديث“ (الجرح والتعديل ۲۴/۹ وسندہ صحیح) احمد بن عبد اللہ بن صالح العجمی (متوفی ۲۶۱ھ) نے کہا: ”وكان ثقة...“ (تاریخ الثقات: ۷۴۰ او فی المطبوع بعدہ عبارة مشوشة، تاریخ بغداد ۴/۱۴ وسندہ صحیح) محمد بن سعد (متوفی ۲۴۰ھ) نے کہا: ”وكان ثقة ثبتاً كثير الحديث حجة“ (الطبقات ۳۲/۷ یعقوب بن شبیبہ (متوفی ۲۶۲ھ) نے کہا: ”وهشام بن عروة ثبت حجة...“ (تاریخ بغداد ۴/۱۴ وسندہ صحیح، و کلامہ بعدہ یشیر الی تدلیسہ، واللہ اعلم)

یحییٰ بن معین (متوفی ۲۴۳ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک ہشام بن عروہ (عن عروہ) محبوب (پسندیدہ) ہیں یا الزہری؟ تو انہوں نے فرمایا: دونوں، اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دی (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۷۵۰ وسندہ صحیح) دارقطنی نے کہا: ”وهشام وإن كان ثقة فإن الزهري أحفظ منه، واللہ اعلم“ (سنن الدارقطنی ۴/۲۴۰ ح ۲۴۳۷) محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ) نے انہیں ثقہ راویوں میں شامل کر کے فرمایا: ”وكان حافظاً متقناً ورعاً (فاضلاً)“ (الثقات ۵۰۲/۵) محدث ابن شاہین (متوفی ۳۸۵ھ) نے ہشام بن عروہ کو کتاب الثقات میں ذکر کیا (۱۵۲۶) بخاری و مسلم نے اصول میں روایت لے کر اسے ثقہ صحیح الحدیث قرار دیا۔

اس تمام توثیق کے مقابلے میں ابوالحسن بن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ) نے کہا: ”وهشام بن عروة منهم“ اور ہشام بن عروہ ان (مختلطن) میں سے ہے (بیان الوهم والإيهام الواقعين في كتاب الأحكام ۵۰۴/۵ ح ۲۷۲۶) حافظ ذہبی نے ”ولا عبرة“ کہہ کر اس قول کو غیر معتبر قرار دیا (دیکھئے میزان الاعتدال ۳۰۱/۲) اور فرمایا: ”ولم يختلط أبداً“ اور ہشام کو کبھی اختلاط نہیں ہوا (ایضاً ص ۳۰۱) حافظ ذہبی نے مزید کہا: ”وهشام فلم يختلط قط،

هذا أمر مقطوع به “اور ہشام کو کبھی اختلاط نہیں ہوا، یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے (سیر اعلام النبلاء ۶/۳۶۱) اور کہا: ”فقول ابن القطان: إنه اختلط قول مردود مردول“ (ایضاً ص ۳۶) حافظ ابن حجر نے کہا: ”ولم نر له في ذلك سلفاً“ اور ہم نے اس قول میں اس (ابن القطان الفاسی) کا کوئی سلف نہیں دیکھا۔

(تہذیب التہذیب ۱۱/۵۱)

معلوم ہوا کہ ہشام بن عروہ پر اختلاط کا الزام مردود و باطل ہے۔

فائدہ: بذات خود ابن القطان الفاسی نے ہشام بن عروہ اور عثمان بن عروہ کے بارے میں کہا:

”وهشام وعثمان ثقتان“ یعنی ہشام اور عثمان دونوں ثقہ ہیں (بیان الوهم والإيهام ۵/۴۲۹ ح ۲۶۰۳)

تنبیہ: ہشام بن عروہ نے ایک روایت بیان کی ہے جس میں آیا ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا تھا جس کا آپ پر دنیاوی امور میں، دیگر بیماریوں کی طرح عارضی اثر ہوا مثلاً بعض اوقات آپ یہ بھول جاتے کہ آپ اپنی فلاں زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے یا نہیں۔ اس روایت صحیحہ پر نیش زنی کرتے ہوئے حبیب الرحمن کاندہلوی ولد اشفاق الرحمن کاندہلوی لکھتا ہے کہ:

۵۔ یہ روایت ہشام کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا۔ اور ہشام کا ۱۳۲ھ میں دماغ جواب دے گیا تھا۔ بلکہ حافظ عقیلی تو لکھتے ہیں۔ قد خرف فی اخر عمره - آخر عمر میں میں سٹھیا گئے تھے۔ تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ روایت سٹھیا نے سے پہلے کی ہے۔

۶۔ ہشام کے مشہور شاگردوں میں سے امام مالک یہ روایت نقل نہیں کرتے۔ بلکہ کوئی بھی اہل مدینہ یہ روایت نقل نہیں کرتا۔ ہشام سے جتنے بھی راوی ہیں سب عراقی ہیں اور اتفاق سے عراق پہنچنے کے چند روز بعد ہشام کا دماغ سٹھیا گیا تھا۔“ (مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت ۹۱/۲)

عرض ہے کہ اختلاط اور سٹھیا نے والی بات تو باطل و مردود ہے جیسا کہ حافظ ذہبی کے قول سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ عقیلی کا قول مجھے کتاب الضعفاء وغیرہ میں نہیں ملا۔ محدث ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں کہ:

”موصوف نے امام عقیلی کے قول کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال وغیرہ کتب میں امام عقیلی کا یہ قول ہمیں کہیں نظر نہیں آیا۔ بلکہ امام عقیلی نے تو ہشام کا کتاب الضعفاء میں ذکر ہی نہیں کیا۔“

(احادیث صحیح بخاری و مسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش ص ۱۱۳)

ہشام بن عروہ سے سحر والی روایت انس بن عیاض المدنی (صحیح بخاری: ۶۳۹۱) اور عبد الرحمن بن ابی الزناد المدنی (صحیح بخاری: ۵۷۶۳ و تفسیر ابن جریر الطبری ۳۶۶/۱، ۳۶۷، ۳۶۸ و سندہ حسن، ابن ابی الزناد وثقہ الجہور) نے بیان کی ہے لہذا یہ کہنا کہ ”بلکہ کوئی بھی اہل مدینہ یہ روایت نقل نہیں کرتا۔“ باطل و مردود ہے۔ ایک اور شخص لکھتا ہے کہ: ”ہشام بن عروہ ثقہ فقیہ ہے بارہا تدلیس کی ہے (تقریب ج ۲ ص ۲۶۸) چونکہ سحر والی روایت عن سے ہے اور اصول حدیث میں تدلیس کا معنی ناقابل قبول ہے لہذا یہ روایت مردود ہے۔ تو اب اس بات میں کوئی شک نہ رہا کہ اصول حدیث کی روشنی

میں نبی علیہ السلام پر جادو والی روایات سنداً اور متناً غلط ہیں۔“ (جادو کی شرعی حیثیت قرآن کی روشنی میں / تجلی خان ص ۱۷)

حالانکہ صحیح بخاری میں لکھا ہوا ہے کہ: ”حدثنا محمد بن المثنیٰ: ثنا هشام: ثني أبي عن عائشة أن النبي ﷺ سحر حتى كان يخيّل إليه أنه صنع شيئاً ولم يصنعه“ (دری نسخہ ۱/۲۵۰ ج ۵ ص ۳۱۷ کتاب الجزیہ باب ۱۲ اهل يعفون عن الذمي، إذا سحر؟ سماع کی واضح تصریح کے باوجود یہ کہنا کہ ”چونکہ سحر والی روایت عن سے ہے۔۔۔“ کیا معنی رکھتا ہے؟ ایک شخص نے لکھا ہے کہ: ”ہشام کی بیان کی ہوئی روایات میں سے کسی بھی روایت کی اسناد میں یہ ذکر نہیں ہے کہ عروہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی تھی۔۔۔۔۔“ (صحیح بخاری کا مطالعہ از شبیر احمد از ہر میرٹھی ج ۲ ص ۸۷)

عرض ہے کہ عروہ بن الزبیر کا مدلس ہونا ثابت نہیں ہے لہذا وہ مدلیس سے بری ہیں۔ آپ ۲۳ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اپنی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (وفات ۵۷ھ) سے سماع و ملاقات واستفادہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔ مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۴۰۷۷) صحیح مسلم (۲۴۱۸) و ترمذی (۶۲۴۹-۶۲۵۱) و مسند الحمیدی (۲۶۴) حدیث کے طالب علم بھی یہ جانتے ہیں کہ غیر مدلس راوی کا اپنے استاد سے بدون سماع عن اور قال وغیرہ کے ساتھ روایت کرنا، سماع پر ہی محمول ہوتا ہے الا یہ کہ صریح دلیل سے کسی روایت کی تخصیص ثابت ہو۔ لہذا یہ اعتراض بھی مردود و باطل ہے۔

تنبیہ بلغ: بعض لوگ ہشام بن عروہ کے بارے میں (عبدالرحمن بن یوسف بن سعید) ابن خراش کا قول (کان مالک لا یروضاه۔۔۔) پیش کرتے ہیں حالانکہ ابن خراش کا بذات خود ثقہ و صدوق ہونا ثابت نہیں ہے۔ عبدان اسے ضعف کی طرف منسوب کرتے تھے (الکامل لابن عدی ۱۶۲۹/۲ وسندہ صحیح) ابو زر محمد بن یوسف البحر جانی رحمہ اللہ نے کہا: ”کان أخرج مثالب الشيخين وکان رافضياً“ اس نے (سیدنا) ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے خلاف روایتیں نکالیں اور وہ رافضی تھا (سوالات حمزة السهمی للحاکم ۳۴۱: وسندہ صحیح)

محدث ابن ناصر الدین (متوفی ۸۴۲ھ) نے (اپنی کتاب) بدیعۃ البیان (عن موت الأعیان) میں ابن خراش کے بارے میں کہا: ”لابن خراش الحالة الرذيلة ذار افضي جرحه فضيلة“

یعنی ابن خراش کی رذیل (و ذلیل) حالت ہے۔ یہ رافضی ہے اس کی جرح (مجروح کے لئے) باعث فضیلت ہے (شذرات الذہب ۱۸۴/۲)

خلاصۃ التحقیق: ہشام بن عروہ ثقہ و صحیح الحدیث ہے، اس پر اختلاط وغیرہ کی جرح مردود ہے۔ رہا مسئلہ مدلیس کا تو قول راجح میں وہ ”برئ من التدلیس“ مدلیس سے بری ہے (دیکھئے میری کتاب الفح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ۱/۳۰ ص ۱۳۱)

فائدہ (۱): صحیحین کے اصول کے راویوں کا ثقہ و صدوق ہونا اس کی دلیل نہیں ہے کہ صحیحین کے شواہد و متابعات والے راوی بھی ضرور بالضرور ثقہ و صدوق ہی ہیں۔ (دلائل قطعیہ اور راجح دلائل سے ثابت ہے کہ صحیحین میں متابعات و

شواہد میں ضعیف و مجروح راوی بھی موجود ہیں مثلاً عمر بن حمزہ (مسلم) ابو بکر بن عیاش (بخاری و مسلم) یزید بن ابی زیاد (مسلم) اور ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع (البخاری: ۳۲۹۹ متابعت) وغیرہ ضعیف راوی ہیں لیکن صحیحین میں ان کی روایات متابعت، شواہد اور امت کے تلقی بالقول کی وجہ سے صحیح و حسن ہیں۔ والحمد للہ

فائدہ (۲): بعض الناس کا صحیحین کی اصولی روایتوں پر جرح کرنا چنداں باعث تشویش نہیں ہوتا بلکہ اصل مراجع کی طرف رجوع کر کے باسانی جمہور محدثین کا موقف معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس تمہید کے بعد بعض منکرین حدیث کے صحیحین پر طعن و جرح اور روایات صحیحین کا مدلل دفاع پیش خدمت ہے۔

ایک اہم بات:

اس دفاع میں راقم الحروف نے ثابت کر دیا ہے کہ صحیح بخاری کی جن روایتوں پر منکرین حدیث جرح کرتے ہیں یہ روایتیں امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے بھی محدثین کرام نے بیان کی ہیں، آپ کے دور میں اور آپ کے بعد بھی ائمہ کرام نے انہیں اپنی کتابوں میں باسند نقل کیا ہے۔ ان روایتوں کے صحیح ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے لہذا صحیح بخاری (صحیح مسلم) پر حملہ تمام محدثین کرام، فقہاء عظام، اہل علم اور ائمہ دین پر حملہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب / حافظ زبیر علی زئی ۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ

حافظ زبیر علی زئی

صحیح بخاری کی چند احادیث

(اور منکرینِ حدیث)

”ستمبر ۱۹۸۸ء میں لکھا گیا

شجاع اللہ سے خطاب

(منکر حدیث کا نام اور اڈریس) وزیر احمد عبداللہ و تنظیم المسلمین، ۸۷ نیوسید پارک شاہدرہ لاہور

صحیح بخاری کو ”صحیح الکتاب بعد کتاب اللہ“ جی ماننے والے غور کریں۔

(۱) پتھر موئی علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگ گیا (جلد دوم - صفحہ ۲۹۲ - روایت نمبر ۶۲۸)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موئی علیہ السلام بڑے باحیا اور ستر پوش آدمی تھے ان کے حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا ذرا سا حصہ بھی ظاہر نہ ہوتا تھا بنی اسرائیل نے ان کو اذیت دی اور کہا یہ جو اپنے جسم کی اتنی پردہ پوشی کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ ان کا جسم عیب دار ہے یا تو انہیں برص ہے یا فتنہ ہے یا کوئی اور بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان تمام بہتانوں سے پاک کرنا چاہا سو ایک دن موئی نے تنہائی میں جا کر کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے پھر غسل کیا جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑے پہننے چلے مگر وہ پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ پڑا موئی اپنا عصا لے کر پتھر کے پیچھے چلے اور کہنے لگے اے پتھر میرے کپڑے دے اے پتھر میرے کپڑے دے۔

حتیٰ کہ پتھر بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گیا انہوں نے برہنہ حالت میں موئی کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے اچھا اور ان ان تمام عیوب سے جو وہ آپ کی طرف منسوب کرتے تھے انہوں نے بری پایا۔ وہ پتھر ٹھہر گیا اور موئی نے اپنے کپڑے لے کر پہن لئے پھر موئی نے اپنا عصا لے کر پتھر کو مارنا شروع کیا پس خدا موئی کے مارنے کی وجہ سے اس پتھر پر تین یا چار نشانات ہو گئے اس آیت کریمہ کا یہی مطلب ہے کہ اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موئی کو تکلیف پہنچائی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے (جو وہ موئی کے بارے کہتے تھے) بری کر دیا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعزت تھے۔ (روایت ختم)

تبصرہ: (۱) آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّاهُ اللَّهُ...﴾ (احزاب: ۶۹)

کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جو نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی سکھائی جبکہ قرآن میں اور تورات میں بنی اسرائیل کی بیسیوں ایذاؤں کا ذکر تھا ایسی حیا سوز ایذا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب

(۲) اگر یہ حدیث جی ہے اور آپ کو بذریعہ وحی اس وقت سے کی اطلاع دی گئی تو تین یا چار نشان کہنے کا کیا مطلب۔ کیا اللہ تعالیٰ کو بھی نعوذ باللہ علم نہیں تھا کہ نشان تین ہیں یا چار۔“

(۱) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں تین مقامات پر ہے (ج ۸، ۲۷۸، ۳۴۰، ۹۹، ۷۷)

امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

مسلم النیسابوری (صحیح مسلم ج ۳۳۹ و ترقیم دارالسلام: ۷۷۰ و بعد ج ۲۳۷۱ ترقیم دارالسلام: ۶۱۴۷، ۶۱۴۷) ترمذی (السنن: ۳۲۲۱) وقال: ”هذا حديث حسن صحيح“ [الخ] النسائي في التفسير (۴۴۴، ۴۴۵) الطحاوی فی مشکل الآثار (۱۱/۱) والطبري في تفسيره (تفسير ابن جرير ۲۲/۳۷)

یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

مسند ابی عوانہ (۲۸۱/۱) صحیح ابن حبان (الاحسان ۹۴۱/۱۴ ج ۸، ۶۱۷، دوسرا نسخہ: ۶۲۱۱) الاوسط لابن المنذر (۱۲۰/۲) ج ۶۴۹ (السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۹۸/۱) معالم التنزیل للبخاری (۵۴۵/۳)

یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے بھی بیان کی ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۲/۳۱۵، ۳۱۴، ۳۹۲، ۵۱۴، ۵۳۵) عبد الرزاق (المصنف: ۲۰۵۳۱) ہمام بن منبہ (الصحیفہ: ۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت درج ذیل جلیل القدر تابعین کی سند سے مروی ہے۔

① ہمام بن منبہ [الصحیفہ: ۶۱ و صحیح البخاری: ۲۷۸۸ صحیح مسلم: ۳۳۹]

② محمد بن سیرین [صحیح البخاری: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹]

③ خلاص بن عمرو [صحیح البخاری: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹]

④ الحسن البصری [صحیح البخاری: ۳۴۰۴، ۴۷۹۹]

⑤ عبد اللہ بن شقیق [صحیح مسلم: ۳۳۹ بعد ج ۲۳۷۱ ترقیم دارالسلام: ۶۱۴۷]

اس روایت کی دوسری سندیں، آثار صحابہ اور آثار تابعین بھی مروی ہیں۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۵۳۳/۱۱)،

(۵۳۵) و تفسیر الطبري (۳۶/۲۲، ۳۷) و کشف الاستار (مسند البز ار ۲۲۵۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کی یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حزم اندلسی

رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”أنه ليس في الحديث أنهم رأوا من موسى الذكر - الذي هو عورة - وإن رأوا منه هيئة تبينوا بها

أنه مبرأ مما قالوا من الادرة وهذا يتبين لكل ناظر بلا شك ، بغير أن يرى شيئاً من الذكر لكن

بأن يرى ما بين الفخذين خالياً“

حدیث میں یہ نہیں ہے کہ انہوں (بنی اسرائیل) نے موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر یعنی شرمگاہ دیکھی تھی۔ انہوں نے

ایسی حالت دیکھی جس سے واضح ہو گیا کہ وہ (موسیٰ علیہ السلام) ان لوگوں کے الزامات کہ وہ آدر ہیں (یعنی ان کے

نہیے بہت موٹے ہیں) سے بری ہیں۔ ہر دیکھنے والے کو (ایسی حالت میں) بغیر کسی شک کے ذکر دیکھے بغیر ہی یہ معلوم

ہو جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ رانوں کے درمیان جگہ خالی ہے (مکملی ۲۱۳/۳ مسئلہ: ۳۴۹)

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جو جسمانی نقص والے الزامات لگاتے تھے، ان تمام

الزامات سے آپ بری تھے۔ دوسرے یہ کہ اس روایت میں یہ بھی نہیں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بالکل ننگے نہار ہے

تھے۔ امام ابن حزم کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے لنگوٹے وغیرہ سے اپنی شرمگاہ کو چھپا رکھا تھا اور باقی جسم ننگا تھا۔ بنی اسرائیل نے آپ کی شرمگاہ کو دیکھا ہی نہیں لہذا منکرین حدیث کا اس حدیث کا مذاق اڑانا مردود ہے۔ بعض الناس نے کہا کہ ”تو تین یا چار نشان کہنے کا کیا مطلب؟“

عرض ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ﴾ اور بھیجا اس کو لاکھ آدمیوں پر یا زیادہ (الصفّٰت: ۱۲۷ ترجمہ شاہ عبدالقادر ص ۵۴۳)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحریر سے پڑھ لیں: ”و فرستادیم اور اب سوئے صد ہزار یا بیشتر ازان باشند“ (ص ۵۴۳)

منکرین حدیث اس آیت کریمہ میں لفظ ”او“ کی جو تشریح کریں گے وہی تشریح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول

”سُقَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ“ میں ”او“ کی ہے۔ والحمد للہ

منکر حدیث: ”موسیٰ کا ملک الموت کی پٹائی کر دینا“ (جلد دوم صفحہ ۲۹۲ روایت نمبر ۶۳۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ: ملک الموت کو موسیٰ کے پاس بھیجا گیا جب وہ موسیٰ کے پاس آئے تو موسیٰ نے ان کو مکارا تو وہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے اور کہنے لگے تو نے مجھے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے جو موت نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم واپس جا کر اس سے کہو کہ تم کسی تیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھو پس جتنے بال ان کے ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر ملے گی۔ موسیٰ نے کہا: اے اللہ پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آئے گی تو موسیٰ نے کہا: ابھی آجائے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی کہ انہیں ارض مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ تک قریب کر دے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر راستہ کے کنارے سے ٹیلے کے نیچے دیکھا دیتا۔ روایت ختم۔

تبصرہ: موسیٰ کا اللہ تعالیٰ کے حکم بردار فرشتے کے ساتھ یہ سلوک اور اس آمد و رفت اور گفتگو میں موسیٰ کی موت میں کتنی ساعتیں تاخیر ہوئی جب کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا﴾

اللہ تعالیٰ ہرگز تاخیر نہیں کرتا جب کسی کی اجل آجائے۔ (المنافقون: ۱۱)

(۲) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں دو مقامات پر ہے (۱۳۳۹، ۳۴۰۷)

امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

مسلم النیسابوری (صحیح مسلم: ۲۳۷۲ و ترجمہ دار السلام: ۶۱۴۸، ۶۱۴۹) النسائی (سنن النسائی: ۱۱۸/۴، ۱۱۸/۵، ۱۱۸/۶، ۱۱۸/۷، ۱۱۸/۸، ۱۱۸/۹، ۱۱۸/۱۰، ۱۱۸/۱۱، ۱۱۸/۱۲، ۱۱۸/۱۳، ۱۱۸/۱۴، ۱۱۸/۱۵، ۱۱۸/۱۶، ۱۱۸/۱۷، ۱۱۸/۱۸، ۱۱۸/۱۹، ۱۱۸/۲۰، ۱۱۸/۲۱، ۱۱۸/۲۲، ۱۱۸/۲۳، ۱۱۸/۲۴، ۱۱۸/۲۵، ۱۱۸/۲۶، ۱۱۸/۲۷، ۱۱۸/۲۸، ۱۱۸/۲۹، ۱۱۸/۳۰، ۱۱۸/۳۱، ۱۱۸/۳۲، ۱۱۸/۳۳، ۱۱۸/۳۴، ۱۱۸/۳۵، ۱۱۸/۳۶، ۱۱۸/۳۷، ۱۱۸/۳۸، ۱۱۸/۳۹، ۱۱۸/۴۰، ۱۱۸/۴۱، ۱۱۸/۴۲، ۱۱۸/۴۳، ۱۱۸/۴۴، ۱۱۸/۴۵، ۱۱۸/۴۶، ۱۱۸/۴۷، ۱۱۸/۴۸، ۱۱۸/۴۹، ۱۱۸/۵۰، ۱۱۸/۵۱، ۱۱۸/۵۲، ۱۱۸/۵۳، ۱۱۸/۵۴، ۱۱۸/۵۵، ۱۱۸/۵۶، ۱۱۸/۵۷، ۱۱۸/۵۸، ۱۱۸/۵۹، ۱۱۸/۶۰، ۱۱۸/۶۱، ۱۱۸/۶۲، ۱۱۸/۶۳، ۱۱۸/۶۴، ۱۱۸/۶۵، ۱۱۸/۶۶، ۱۱۸/۶۷، ۱۱۸/۶۸، ۱۱۸/۶۹، ۱۱۸/۷۰، ۱۱۸/۷۱، ۱۱۸/۷۲، ۱۱۸/۷۳، ۱۱۸/۷۴، ۱۱۸/۷۵، ۱۱۸/۷۶، ۱۱۸/۷۷، ۱۱۸/۷۸، ۱۱۸/۷۹، ۱۱۸/۸۰، ۱۱۸/۸۱، ۱۱۸/۸۲، ۱۱۸/۸۳، ۱۱۸/۸۴، ۱۱۸/۸۵، ۱۱۸/۸۶، ۱۱۸/۸۷، ۱۱۸/۸۸، ۱۱۸/۸۹، ۱۱۸/۹۰، ۱۱۸/۹۱، ۱۱۸/۹۲، ۱۱۸/۹۳، ۱۱۸/۹۴، ۱۱۸/۹۵، ۱۱۸/۹۶، ۱۱۸/۹۷، ۱۱۸/۹۸، ۱۱۸/۹۹، ۱۱۸/۱۰۰، ۱۱۸/۱۰۱، ۱۱۸/۱۰۲، ۱۱۸/۱۰۳، ۱۱۸/۱۰۴، ۱۱۸/۱۰۵، ۱۱۸/۱۰۶، ۱۱۸/۱۰۷، ۱۱۸/۱۰۸، ۱۱۸/۱۰۹، ۱۱۸/۱۱۰، ۱۱۸/۱۱۱، ۱۱۸/۱۱۲، ۱۱۸/۱۱۳، ۱۱۸/۱۱۴، ۱۱۸/۱۱۵، ۱۱۸/۱۱۶، ۱۱۸/۱۱۷، ۱۱۸/۱۱۸، ۱۱۸/۱۱۹، ۱۱۸/۱۲۰، ۱۱۸/۱۲۱، ۱۱۸/۱۲۲، ۱۱۸/۱۲۳، ۱۱۸/۱۲۴، ۱۱۸/۱۲۵، ۱۱۸/۱۲۶، ۱۱۸/۱۲۷، ۱۱۸/۱۲۸، ۱۱۸/۱۲۹، ۱۱۸/۱۳۰، ۱۱۸/۱۳۱، ۱۱۸/۱۳۲، ۱۱۸/۱۳۳، ۱۱۸/۱۳۴، ۱۱۸/۱۳۵، ۱۱۸/۱۳۶، ۱۱۸/۱۳۷، ۱۱۸/۱۳۸، ۱۱۸/۱۳۹، ۱۱۸/۱۴۰، ۱۱۸/۱۴۱، ۱۱۸/۱۴۲، ۱۱۸/۱۴۳، ۱۱۸/۱۴۴، ۱۱۸/۱۴۵، ۱۱۸/۱۴۶، ۱۱۸/۱۴۷، ۱۱۸/۱۴۸، ۱۱۸/۱۴۹، ۱۱۸/۱۵۰، ۱۱۸/۱۵۱، ۱۱۸/۱۵۲، ۱۱۸/۱۵۳، ۱۱۸/۱۵۴، ۱۱۸/۱۵۵، ۱۱۸/۱۵۶، ۱۱۸/۱۵۷، ۱۱۸/۱۵۸، ۱۱۸/۱۵۹، ۱۱۸/۱۶۰، ۱۱۸/۱۶۱، ۱۱۸/۱۶۲، ۱۱۸/۱۶۳، ۱۱۸/۱۶۴، ۱۱۸/۱۶۵، ۱۱۸/۱۶۶، ۱۱۸/۱۶۷، ۱۱۸/۱۶۸، ۱۱۸/۱۶۹، ۱۱۸/۱۷۰، ۱۱۸/۱۷۱، ۱۱۸/۱۷۲، ۱۱۸/۱۷۳، ۱۱۸/۱۷۴، ۱۱۸/۱۷۵، ۱۱۸/۱۷۶، ۱۱۸/۱۷۷، ۱۱۸/۱۷۸، ۱۱۸/۱۷۹، ۱۱۸/۱۸۰، ۱۱۸/۱۸۱، ۱۱۸/۱۸۲، ۱۱۸/۱۸۳، ۱۱۸/۱۸۴، ۱۱۸/۱۸۵، ۱۱۸/۱۸۶، ۱۱۸/۱۸۷، ۱۱۸/۱۸۸، ۱۱۸/۱۸۹، ۱۱۸/۱۹۰، ۱۱۸/۱۹۱، ۱۱۸/۱۹۲، ۱۱۸/۱۹۳، ۱۱۸/۱۹۴، ۱۱۸/۱۹۵، ۱۱۸/۱۹۶، ۱۱۸/۱۹۷، ۱۱۸/۱۹۸، ۱۱۸/۱۹۹، ۱۱۸/۲۰۰، ۱۱۸/۲۰۱، ۱۱۸/۲۰۲، ۱۱۸/۲۰۳، ۱۱۸/۲۰۴، ۱۱۸/۲۰۵، ۱۱۸/۲۰۶، ۱۱۸/۲۰۷، ۱۱۸/۲۰۸، ۱۱۸/۲۰۹، ۱۱۸/۲۱۰، ۱۱۸/۲۱۱، ۱۱۸/۲۱۲، ۱۱۸/۲۱۳، ۱۱۸/۲۱۴، ۱۱۸/۲۱۵، ۱۱۸/۲۱۶، ۱۱۸/۲۱۷، ۱۱۸/۲۱۸، ۱۱۸/۲۱۹، ۱۱۸/۲۲۰، ۱۱۸/۲۲۱، ۱۱۸/۲۲۲، ۱۱۸/۲۲۳، ۱۱۸/۲۲۴، ۱۱۸/۲۲۵، ۱۱۸/۲۲۶، ۱۱۸/۲۲۷، ۱۱۸/۲۲۸، ۱۱۸/۲۲۹، ۱۱۸/۲۳۰، ۱۱۸/۲۳۱، ۱۱۸/۲۳۲، ۱۱۸/۲۳۳، ۱۱۸/۲۳۴، ۱۱۸/۲۳۵، ۱۱۸/۲۳۶، ۱۱۸/۲۳۷، ۱۱۸/۲۳۸، ۱۱۸/۲۳۹، ۱۱۸/۲۴۰، ۱۱۸/۲۴۱، ۱۱۸/۲۴۲، ۱۱۸/۲۴۳، ۱۱۸/۲۴۴، ۱۱۸/۲۴۵، ۱۱۸/۲۴۶، ۱۱۸/۲۴۷، ۱۱۸/۲۴۸، ۱۱۸/۲۴۹، ۱۱۸/۲۵۰، ۱۱۸/۲۵۱، ۱۱۸/۲۵۲، ۱۱۸/۲۵۳، ۱۱۸/۲۵۴، ۱۱۸/۲۵۵، ۱۱۸/۲۵۶، ۱۱۸/۲۵۷، ۱۱۸/۲۵۸، ۱۱۸/۲۵۹، ۱۱۸/۲۶۰، ۱۱۸/۲۶۱، ۱۱۸/۲۶۲، ۱۱۸/۲۶۳، ۱۱۸/۲۶۴، ۱۱۸/۲۶۵، ۱۱۸/۲۶۶، ۱۱۸/۲۶۷، ۱۱۸/۲۶۸، ۱۱۸/۲۶۹، ۱۱۸/۲۷۰، ۱۱۸/۲۷۱، ۱۱۸/۲۷۲، ۱۱۸/۲۷۳، ۱۱۸/۲۷۴، ۱۱۸/۲۷۵، ۱۱۸/۲۷۶، ۱۱۸/۲۷۷، ۱۱۸/۲۷۸، ۱۱۸/۲۷۹، ۱۱۸/۲۸۰، ۱۱۸/۲۸۱، ۱۱۸/۲۸۲، ۱۱۸/۲۸۳، ۱۱۸/۲۸۴، ۱۱۸/۲۸۵، ۱۱۸/۲۸۶، ۱۱۸/۲۸۷، ۱۱۸/۲۸۸، ۱۱۸/۲۸۹، ۱۱۸/۲۹۰، ۱۱۸/۲۹۱، ۱۱۸/۲۹۲، ۱۱۸/۲۹۳، ۱۱۸/۲۹۴، ۱۱۸/۲۹۵، ۱۱۸/۲۹۶، ۱۱۸/۲۹۷، ۱۱۸/۲۹۸، ۱۱۸/۲۹۹، ۱۱۸/۳۰۰، ۱۱۸/۳۰۱، ۱۱۸/۳۰۲، ۱۱۸/۳۰۳، ۱۱۸/۳۰۴، ۱۱۸/۳۰۵، ۱۱۸/۳۰۶، ۱۱۸/۳۰۷، ۱۱۸/۳۰۸، ۱۱۸/۳۰۹، ۱۱۸/۳۱۰، ۱۱۸/۳۱۱، ۱۱۸/۳۱۲، ۱۱۸/۳۱۳، ۱۱۸/۳۱۴، ۱۱۸/۳۱۵، ۱۱۸/۳۱۶، ۱۱۸/۳۱۷، ۱۱۸/۳۱۸، ۱۱۸/۳۱۹، ۱۱۸/۳۲۰، ۱۱۸/۳۲۱، ۱۱۸/۳۲۲، ۱۱۸/۳۲۳، ۱۱۸/۳۲۴، ۱۱۸/۳۲۵، ۱۱۸/۳۲۶، ۱۱۸/۳۲۷، ۱۱۸/۳۲۸، ۱۱۸/۳۲۹، ۱۱۸/۳۳۰، ۱۱۸/۳۳۱، ۱۱۸/۳۳۲، ۱۱۸/۳۳۳، ۱۱۸/۳۳۴، ۱۱۸/۳۳۵، ۱۱۸/۳۳۶، ۱۱۸/۳۳۷، ۱۱۸/۳۳۸، ۱۱۸/۳۳۹، ۱۱۸/۳۴۰، ۱۱۸/۳۴۱، ۱۱۸/۳۴۲، ۱۱۸/۳۴۳، ۱۱۸/۳۴۴، ۱۱۸/۳۴۵، ۱۱۸/۳۴۶، ۱۱۸/۳۴۷، ۱۱۸/۳۴۸، ۱۱۸/۳۴۹، ۱۱۸/۳۵۰، ۱۱۸/۳۵۱، ۱۱۸/۳۵۲، ۱۱۸/۳۵۳، ۱۱۸/۳۵۴، ۱۱۸/۳۵۵، ۱۱۸/۳۵۶، ۱۱۸/۳۵۷، ۱۱۸/۳۵۸، ۱۱۸/۳۵۹، ۱۱۸/۳۶۰، ۱۱۸/۳۶۱، ۱۱۸/۳۶۲، ۱۱۸/۳۶۳، ۱۱۸/۳۶۴، ۱۱۸/۳۶۵، ۱۱۸/۳۶۶، ۱۱۸/۳۶۷، ۱۱۸/۳۶۸، ۱۱۸/۳۶۹، ۱۱۸/۳۷۰، ۱۱۸/۳۷۱، ۱۱۸/۳۷۲، ۱۱۸/۳۷۳، ۱۱۸/۳۷۴، ۱۱۸/۳۷۵، ۱۱۸/۳۷۶، ۱۱۸/۳۷۷، ۱۱۸/۳۷۸، ۱۱۸/۳۷۹، ۱۱۸/۳۸۰، ۱۱۸/۳۸۱، ۱۱۸/۳۸۲، ۱۱۸/۳۸۳، ۱۱۸/۳۸۴، ۱۱۸/۳۸۵، ۱۱۸/۳۸۶، ۱۱۸/۳۸۷، ۱۱۸/۳۸۸، ۱۱۸/۳۸۹، ۱۱۸/۳۹۰، ۱۱۸/۳۹۱، ۱۱۸/۳۹۲، ۱۱۸/۳۹۳، ۱۱۸/۳۹۴، ۱۱۸/۳۹۵، ۱۱۸/۳۹۶، ۱۱۸/۳۹۷، ۱۱۸/۳۹۸، ۱۱۸/۳۹۹، ۱۱۸/۴۰۰، ۱۱۸/۴۰۱، ۱۱۸/۴۰۲، ۱۱۸/۴۰۳، ۱۱۸/۴۰۴، ۱۱۸/۴۰۵، ۱۱۸/۴۰۶، ۱۱۸/۴۰۷، ۱۱۸/۴۰۸، ۱۱۸/۴۰۹، ۱۱۸/۴۱۰، ۱۱۸/۴۱۱، ۱۱۸/۴۱۲، ۱۱۸/۴۱۳، ۱۱۸/۴۱۴، ۱۱۸/۴۱۵، ۱۱۸/۴۱۶، ۱۱۸/۴۱۷، ۱۱۸/۴۱۸، ۱۱۸/۴۱۹، ۱۱۸/۴۲۰، ۱۱۸/۴۲۱، ۱۱۸/۴۲۲، ۱۱۸/۴۲۳، ۱۱۸/۴۲۴، ۱۱۸/۴۲۵، ۱۱۸/۴۲۶، ۱۱۸/۴۲۷، ۱۱۸/۴۲۸، ۱۱۸/۴۲۹، ۱۱۸/۴۳۰، ۱۱۸/۴۳۱، ۱۱۸/۴۳۲، ۱۱۸/۴۳۳، ۱۱۸/۴۳۴، ۱۱۸/۴۳۵، ۱۱۸/۴۳۶، ۱۱۸/۴۳۷، ۱۱۸/۴۳۸، ۱۱۸/۴۳۹، ۱۱۸/۴۴۰، ۱۱۸/۴۴۱، ۱۱۸/۴۴۲، ۱۱۸/۴۴۳، ۱۱۸/۴۴۴، ۱۱۸/۴۴۵، ۱۱۸/۴۴۶، ۱۱۸/۴۴۷، ۱۱۸/۴۴۸، ۱۱۸/۴۴۹، ۱۱۸/۴۵۰، ۱۱۸/۴۵۱، ۱۱۸/۴۵۲، ۱۱۸/۴۵۳، ۱۱۸/۴۵۴، ۱۱۸/۴۵۵، ۱۱۸/۴۵۶، ۱۱۸/۴۵۷، ۱۱۸/۴۵۸، ۱۱۸/۴۵۹، ۱۱۸/۴۶۰، ۱۱۸/۴۶۱، ۱۱۸/۴۶۲، ۱۱۸/۴۶۳، ۱۱۸/۴۶۴، ۱۱۸/۴۶۵، ۱۱۸/۴۶۶، ۱۱۸/۴۶۷، ۱۱۸/۴۶۸، ۱۱۸/۴۶۹، ۱۱۸/۴۷۰، ۱۱۸/۴۷۱، ۱۱۸/۴۷۲، ۱۱۸/۴۷۳، ۱۱۸/۴۷۴، ۱۱۸/۴۷۵، ۱۱۸/۴۷۶، ۱۱۸/۴۷۷، ۱۱۸/۴۷۸، ۱۱۸/۴۷۹، ۱۱۸/۴۸۰، ۱۱۸/۴۸۱، ۱۱۸/۴۸۲، ۱۱۸/۴۸۳، ۱۱۸/۴۸۴، ۱۱۸/۴۸۵، ۱۱۸/۴۸۶، ۱۱۸/۴۸۷، ۱۱۸/۴۸۸، ۱۱۸/۴۸۹، ۱۱۸/۴۹۰، ۱۱۸/۴۹۱، ۱۱۸/۴۹۲، ۱۱۸/۴۹۳، ۱۱۸/۴۹۴، ۱۱۸/۴۹۵، ۱۱۸/۴۹۶، ۱۱۸/۴۹۷، ۱۱۸/۴۹۸، ۱۱۸/۴۹۹، ۱۱۸/۵۰۰، ۱۱۸/۵۰۱، ۱۱۸/۵۰۲، ۱۱۸/۵۰۳، ۱۱۸/۵۰۴، ۱۱۸/۵۰۵، ۱۱۸/۵۰۶، ۱۱۸/۵۰۷، ۱۱۸/۵۰۸، ۱۱۸/۵۰۹، ۱۱۸/۵۱۰، ۱۱۸/۵۱۱، ۱۱۸/۵۱۲، ۱۱۸/۵۱۳، ۱۱۸/۵۱۴، ۱۱۸/۵۱۵، ۱۱۸/۵۱۶، ۱۱۸/۵۱۷، ۱۱۸/۵۱۸، ۱۱۸/۵۱۹، ۱۱۸/۵۲۰، ۱۱۸/۵۲۱، ۱۱۸/۵۲۲، ۱۱۸/۵۲۳، ۱۱۸/۵۲۴، ۱۱۸/۵۲۵، ۱۱۸/۵۲۶، ۱۱۸/۵۲۷، ۱۱۸/۵۲۸، ۱۱۸/۵۲۹، ۱۱۸/۵۳۰، ۱۱۸/۵۳۱، ۱۱۸/۵۳۲، ۱۱۸/۵۳۳، ۱۱۸/۵۳۴، ۱۱۸/۵۳۵، ۱۱۸/۵۳۶، ۱۱۸/۵۳۷، ۱۱۸/۵۳۸، ۱۱۸/۵۳۹، ۱۱۸/۵۴۰، ۱۱۸/۵۴۱، ۱۱۸/۵۴۲، ۱۱۸/۵۴۳، ۱۱۸/۵۴۴، ۱۱۸/۵۴۵، ۱۱۸/۵۴۶، ۱۱۸/۵۴۷، ۱۱۸/۵۴۸، ۱۱۸/۵۴۹، ۱۱۸/۵۵۰، ۱۱۸/۵۵۱، ۱۱۸/۵۵۲، ۱۱۸/۵۵۳، ۱۱۸/۵۵۴، ۱۱۸/۵۵۵، ۱۱۸/۵۵۶، ۱۱۸/۵۵۷، ۱۱۸/۵۵۸، ۱۱۸/۵۵۹، ۱۱۸/۵۶۰، ۱۱۸/۵۶۱، ۱۱۸/۵۶۲، ۱۱۸/۵۶۳، ۱۱۸/۵۶۴، ۱۱۸/۵۶۵، ۱۱۸/۵۶۶، ۱۱۸/۵۶۷، ۱۱۸/۵۶۸، ۱۱۸/۵۶۹، ۱۱۸/۵۷۰، ۱۱۸/۵۷۱، ۱۱۸/۵۷۲، ۱۱۸/۵۷۳، ۱۱۸/۵۷۴، ۱۱۸/۵۷۵، ۱۱۸/۵۷۶، ۱۱۸/۵۷۷، ۱۱۸/۵۷۸، ۱۱۸/۵۷۹، ۱۱۸/۵۸۰، ۱۱۸/۵۸۱، ۱۱۸/۵۸۲، ۱۱۸/۵۸۳، ۱۱۸/۵۸۴، ۱۱۸/۵۸۵، ۱۱۸/۵۸۶، ۱۱۸/۵۸۷، ۱۱۸/۵۸۸، ۱۱۸/۵۸۹، ۱۱۸/۵۹۰، ۱۱۸/۵۹۱، ۱۱۸/۵۹۲، ۱۱۸/۵۹۳، ۱۱۸/۵۹۴، ۱۱۸/۵۹۵، ۱۱۸/۵۹۶، ۱۱۸/۵۹۷، ۱۱۸/۵۹۸، ۱۱۸/۵۹۹، ۱۱۸/۶۰۰، ۱۱۸/۶۰۱، ۱۱۸/۶۰۲، ۱۱۸/۶۰۳، ۱۱۸/۶۰۴، ۱۱۸/۶۰۵، ۱۱۸/۶۰۶، ۱۱۸/۶۰۷، ۱۱۸/۶۰۸، ۱۱۸/۶۰۹، ۱۱۸/۶۱۰، ۱۱۸/۶۱۱، ۱۱۸/۶۱۲، ۱۱۸/۶۱۳، ۱۱۸/۶۱۴، ۱۱۸/۶۱۵، ۱۱۸/۶۱۶، ۱۱۸/۶۱۷، ۱۱۸/۶۱۸، ۱۱۸/۶۱۹، ۱۱۸/۶۲۰، ۱۱۸/۶۲۱، ۱۱۸/۶۲۲، ۱۱۸/۶۲۳، ۱۱۸/۶۲۴، ۱۱۸/۶۲۵، ۱۱۸/۶۲۶، ۱۱۸/۶۲۷، ۱۱۸/۶۲۸، ۱۱۸/۶۲۹، ۱۱۸/۶۳۰، ۱۱۸/۶۳۱، ۱۱۸/۶۳۲، ۱۱۸/۶۳۳، ۱۱۸/۶۳۴، ۱۱۸/۶۳۵، ۱۱۸/۶۳۶، ۱۱۸/۶۳۷، ۱۱۸/۶۳۸، ۱۱۸/۶۳۹، ۱۱۸/۶۴۰، ۱۱۸/۶۴۱، ۱۱۸/۶۴۲، ۱۱۸/۶۴۳، ۱۱۸/۶۴۴، ۱۱۸/۶۴۵، ۱۱۸/۶۴۶، ۱۱۸/۶۴۷، ۱۱۸/۶۴۸، ۱۱۸/۶۴۹، ۱۱۸/۶۵۰، ۱۱۸/۶۵۱، ۱۱۸/۶۵۲، ۱۱۸/۶۵۳، ۱۱۸/۶۵۴، ۱۱۸/۶۵۵، ۱۱۸/۶۵۶، ۱۱۸/۶۵۷، ۱۱۸/۶۵۸، ۱۱۸/۶۵۹، ۱۱۸/۶۶۰، ۱۱۸/۶۶۱، ۱۱۸/۶۶۲، ۱۱۸/۶۶۳، ۱۱۸/۶۶۴، ۱۱۸/۶۶۵، ۱۱۸/۶۶۶، ۱۱۸/۶۶۷، ۱۱۸/۶۶۸، ۱۱۸/۶۶۹، ۱۱۸/۶۷۰، ۱۱۸/۶۷۱، ۱۱۸/۶۷۲، ۱۱۸/۶۷۳، ۱۱۸/۶۷۴، ۱۱۸/۶۷۵، ۱۱۸/۶۷۶، ۱۱۸/۶۷۷، ۱۱۸/۶۷۸، ۱۱۸/۶۷۹، ۱۱۸/۶۸۰، ۱۱۸/۶۸۱، ۱۱۸/۶۸۲، ۱۱۸/۶۸۳، ۱۱۸/۶۸۴، ۱۱۸/۶۸۵، ۱۱۸/۶۸۶، ۱۱۸/۶۸۷، ۱۱۸/۶۸۸، ۱۱۸/۶۸۹، ۱۱۸/۶۹۰، ۱۱۸/۶۹۱، ۱۱۸/۶۹۲، ۱۱۸/۶۹۳، ۱۱۸/۶۹۴، ۱۱۸/۶۹۵، ۱۱۸/۶۹۶، ۱۱۸/۶۹۷، ۱۱۸/۶۹۸، ۱۱۸/۶۹۹، ۱۱۸/۷۰۰، ۱۱۸/۷۰۱، ۱۱۸/۷۰۲، ۱۱۸/۷۰۳، ۱۱۸/۷۰۴، ۱۱۸/۷۰۵، ۱۱۸/۷۰۶، ۱۱۸/۷۰۷، ۱۱۸/۷۰۸، ۱۱۸/۷۰۹، ۱۱۸/۷۱۰، ۱۱۸/۷۱۱، ۱۱۸/۷۱۲، ۱۱۸/۷۱۳، ۱۱۸/۷۱۴، ۱۱۸/۷۱۵، ۱۱۸/۷۱۶، ۱۱۸/۷۱۷، ۱۱۸/۷۱۸، ۱۱۸/۷۱۹، ۱۱۸/۷۲۰، ۱۱۸/۷۲۱، ۱۱۸/۷۲۲، ۱۱۸/۷۲۳، ۱۱۸/۷۲۴، ۱۱۸/۷۲۵، ۱۱۸/۷۲۶، ۱۱۸/۷۲۷، ۱۱۸/۷۲۸، ۱۱۸/۷۲۹، ۱۱۸/۷۳۰، ۱۱۸/۷۳۱، ۱۱۸/۷۳۲، ۱۱۸/۷۳۳، ۱۱۸/۷۳۴، ۱۱۸/۷۳۵، ۱۱۸/۷۳۶، ۱۱۸/۷۳۷، ۱۱۸/۷۳۸، ۱۱۸/۷۳۹، ۱۱۸/۷۴۰، ۱۱۸/۷۴۱، ۱۱۸/۷۴۲، ۱۱۸

شرط مسلم ولم یخر جاہ“ (ابو عوانہ فی مسندہ) (اتحاف لکھر ۱۵/۱۰۴)
 امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے:
 احمد بن حنبل (المسند ۲/۲۶۹، ۳۱۵، ۵۳۳) عبد الرزاق فی المصنف (۲/۲۷۱، ۳۷۵، ۲۰۵۳۱، ۲۰۵۳۰) ہمام بن منبہ (الصحیفۃ: ۶۰)

اس حدیث کو سیدنا الامام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل تابعین نے بیان کیا ہے:

- ① ہمام بن منبہ (البخاری: ۳۴۰۷، مسند: ۲۳۷۲، ترقیم دار السلام: ۶۱۴۹)
- ② طاوس (البخاری: ۱۳۳۹، ۳۴۰۷، مسند: ۲۳۷۲، ترقیم دار السلام: ۶۱۴۸)
- ③ عمار بن ابی عمار (احمد ۲/۵۳۳، ۵۹۱۷، مسند صحیح و صحیحہ الحاکم علی شرط مسلم ۵۷۸/۲)

اس روایت کی دوسری سند کے لئے دیکھئے مسند احمد (۳۵۱/۲)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے، اسے بخاری، مسلم، ابن حبان، حاکم اور بغوی نے صحیح قرار دیا ہے۔
 سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت ایسی انسانی شکل میں آئے تھے جسے موسیٰ علیہ السلام نہیں پہچانتے تھے۔
 حافظ ابن حبان فرماتے ہیں کہ:

”وكان موسى غيورا، فرأى في داره رجلا لم يعرفه، فشال يده فلطمه، فأثت لطمته على فقه عينه التي في الصورة التي ينصور بها، لا الصورة التي خلقه الله عليها“ (اور موسیٰ علیہ السلام) غیور تھے۔ پس انہوں نے اپنے گھر میں ایسا آدمی دیکھا جسے وہ پہچان نہ سکے تو ہاتھ بڑھا کر مکا مار دیا۔ یہ مکا اس (فرشتے) کی (انسانی صورت والی) اس آنکھ پر لگا جو اس نے اختیار کی تھی۔ جس (اصلی) صورت پر اللہ نے اسے پیدا کیا، اس پر یہ مکا نہیں لگا۔ (الاحسان، نسخہ محققہ ۱۱۵/۱۴)

امام بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر تفصیلی بحث کی ہے جس سے حافظ ابن حبان کی تائید ہوتی ہے۔ (دیکھئے شرح السنۃ ۲۶۸-۲۶۹/۵) اور فرمایا کہ:

”یہ مفہوم ابو سلیمان الخطابی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے تاکہ ان بدعتی اور ملحد لوگوں پر رد ہو جو اس حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث پر طعن کرتے ہیں، اللہ ان (گمراہوں) کو ہلاک کرے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے“ (شرح السنۃ ۲۶۸/۵)

مختصر یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ پتا نہیں تھا کہ یہ فرشتہ ہے اور ان کی روح قبض کرنے کے لئے آیا ہے لہذا انہوں نے اسے غیر آدمی سمجھ کر مارا۔ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے اور روح قبض کرنا چاہتا ہے تو بلبک کہا اور سر تسلیم خم کیا۔

پس یہ حدیث ”اللہ تعالیٰ ہرگز تاخیر نہیں کرتا جب کسی کی اجل آجائے“ (المفققون: ۱۱) کے خلاف نہیں ہے والحمد للہ۔

منکر حدیث: ”(۳) سلیمانؑ کا دعویٰ غیب اور انشاء اللہ سے لا پرواہی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (جلد دوم صفحہ ۳۰۲ روایت نمبر ۶۷۷)

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن سلیمانؑ نے قسم کھائی کہ میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا ہر عورت کو ایک شہسوار اور مجاہد فی سبیل اللہ کا حمل ٹھہر جائے گا۔ ان کے ایک صحابی نے کہا انشاء اللہ کہیں مگر سلیمانؑ نے نہ کہا سو کوئی عورت حاملہ نہ ہوئی سوائے ایک کے مگر اس کے بھی بچہ ایسا پیدا ہوا جس کی ایک جانب گری ہوئی تھی۔ اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے تو سب بچے پیدا ہو کر فی سبیل اللہ جہاد کرتے شعیب، ابوالزناد نے ۹۰ عورتوں کی روایت کی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

تبصرہ: سلیمان علیہ السلام کا اپنے صحابی کے سامنے ۷۰ یا ۹۰ عورتوں کے پاس جانے کا کہنا جب کہ آج کا ایک عام مسلمان اپنی خواہش کی تکمیل کا ارادہ کسی پر غماز نہیں کرتا چنانکہ ایک الوعزم رسول سے یہ بات باعث تعجب ہے۔

صحابی کے توجہ دلانے پر بھی انشاء اللہ نہ کہنا اور علم غیب کا ایسا دعویٰ کہ ۷۰ ہی مجاہد فی سبیل اللہ ہوں گے اور اس ساری داستان کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی محمد ﷺ اور آپ کی امت کو کرادی۔

(۳) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں چھ مقامات پر ہے (۲۸۱۹، ۳۴۲۲، ۵۲۴۲، ۶۱۳۹، ۶۷۲۰، ۷۲۶۹) صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت مختلف سندوں کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے:

صحیح مسلم (۱۶۵۴) صحیح ابن حبان (۴۳۲۲، ۴۳۲۳، دوسرا نسخہ: ۴۳۳۷، ۴۳۳۸) سنن النسائی (۲۵۷۲، ۳۸۶۲) السنن الکبریٰ للبیہقی (۴۴۱۰) مشکل الآثار للطحاوی (۳۷۷۲، ۱۹۲۵) شرح السنۃ للبغوی (۱۴۷۱، ۷۹۷۱) وقال: هذا حديث متفق على صحته (علیہ الاولیاء لابی نعیم الاصبہانی (۲۸۰، ۲۷۹) وقال: وهو صحيح ثابت متفق على صحته“)

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے:

احمد بن حنبل (المسند ۲۲۹، ۲۷۵، ۵۰۶) حمیدی (المسند ۱۱۷، ۱۱۷) عبد الرزاق فی التفسیر (۱۶۶۹، ۱۶۶۸، ۳۳۷۱)

اس حدیث کو درج ذیل تابعین کرام نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

① عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج (صحیح البخاری: ۲۸۱۹، ۳۴۲۲، ۶۱۳۹، صحیح مسلم: ۱۶۵۴) و ترقیم دار السلام: (۴۲۸۹)

② طاؤس (صحیح بخاری: ۲۷۲۰، ۵۲۴۲، ۶۷۲۰، صحیح مسلم: ۱۶۵۴) و دار السلام: (۴۲۸۶)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی سابقہ روایات کی طرح بالکل صحیح ہے اور اسے بھی امام بخاری سے پہلے، ان کے زمانے میں اور بعد والے محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

جو لوگ صحیح بخاری کی متفق علیہا احادیث پر طعن کرتے ہیں وہ درحقیقت تمام محدثین پر طعن کرتے ہیں کیونکہ یہی احادیث دوسرے محدثین کے نزدیک بھی صحیح ہوتی ہیں۔

تنبیہ ①: سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دعویٰ غیب نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کا اجتہاد و اندازہ تھا۔

تنبیہ ②: ان روایات میں سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی تعداد ستر، نوے اور سو مذکور ہے۔ اس میں تطبیق یہ ہے کہ ستر آزاد بیویاں تھیں اور باقی لونڈیاں تھیں، دیکھئے فتح الباری لابن حجر (۶/۲۶۰) تحت ح ۳۴۲۲

تنبیہ (۳): سابقہ شریعتوں میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت تھی جب کہ شریعت محمدیہ میں امت محمدیہ کے ہر شخص کو زیادہ سے زیادہ صرف چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ (۴): سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ”میں آج رات ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا“، الخ یہ معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے یہ بات کس کے سامنے فرمائی تھی؟ کسی حدیث میں یہ بالکل نہیں آیا کہ انہوں نے منبر پر لوگوں کے سامنے یہ اعلان کیا تھا لہذا ممکن ہے کہ انہوں نے یہ بات اپنی بیویوں کے سامنے کہی ہو جسے اللہ نے بذریعہ وحی اپنے حبیب محمد ﷺ کو بتا دیا۔ اور یہی رائج ہے لہذا اس پر ”تعجب“ کرنا بذات خود باعث تعجب ہے۔



منکر حدیث: ”(۴) لوط علیہ السلام پر شرک کا الزام

(جلد دوم - صفحات ۶۷۸، ۲۷۸، ۲۸۱، روایات ۵۹۷، ۶۰۰، ۶۱۳ - سب کا ایک مضمون ہے)

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ لوٹ کی مغفرت فرمائے وہ ایک مضبوط رکن کی پناہ چاہتے تھے۔ (روایت ختم)

تبصرہ: مضبوط رکن

رکن کی پناہ جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے (سود ۸۰/۱۱) وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے پناہ لینے کے زمرے میں نہیں آتی۔ لوطؑ نے اصطلاحاً کلمہ تأسف کے طور پر مشرکین سے اظہار پیری کرتے ہوئے فرمایا جبکہ کوئی بھی موحدان کا مددگار راستی نہ تھا سوائے قلیل کمزوروں کے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے ایک اہل حدیث مولوی کی زبانی لوطؑ کا شرک سنایا تھا اس الہد بیٹ مولوی نے یہ بات بخاری ہی میں پڑھی ہوگی اس نے اس لئے کہا ہو گا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ ان کے لئے مغفرت کی دعا فرما رہے ہیں۔ جبکہ شریکہ جرائم کی مغفرت کی دعا کرنے کی تو اسلام اجازت ہی نہیں دیتا۔“

(۴) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں چھ مقامات پر ہے (۶۹۹۲، ۴۶۹۴، ۴۵۳۷، ۳۳۸۷، ۳۳۷۵، ۳۳۷۲)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم (۱۵۱ و بعد ج: ۲۳۷۰) سنن الترمذی (۳۱۱۶) وقال: هذا حديث حسن

صحیح ابن حبان (۶۱۷۴) دوسرا نسخہ: (۶۲۰۷) سنن ابن ماجہ (۴۰۲۶) مشکل الآثار للطحاوی (۱۳۴۱-۱۳۶۱) صحیح ابن عوانہ

(۸۰، ۷۹/۱) المستخرج لابی نعیم (۲۱۵/۱ ج ۳۸۰) تفسیر طبری (۱۳۹، ۸۸/۱۲) المستدرک للحاکم (۵۶۱/۲ ج ۴۰۵۴)

وقال: صحیح علی شرط مسلم، ووافقه الذہبی، التسانی فی الکبری (۱۱۲۵/۴) الإیمان لابن مندہ (۴۸۷/۱ ج ۳۷۱، ۳۷۲)

۸۵/۱ ج ۳۶۹، ۳۶۸) الادب المفرد للبخاری (۸۹۶، ۶۰۵) تفسیر بغوی (۳۹۶، ۳۹۵/۲) وشرح السنۃ لہ

(۱۱۵، ۱۱۴/۱ ج ۶۳) وقال البغوی: هذا حديث متفق علی صحته (تاریخ بغداد) (۱۸۴/۷ ج ۳۶۳)

اسے امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل (۲/۳۲۲، ۳۲۶، ۳۳۲، ۳۳۶، ۳۵۰ (ج ۸۵۹۰) ۳۸۴، ۳۸۹، ۴۱۶، ۵۳۳) و سنن سعید بن منصور (ج ۹۷۰ طبع جدیدہ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے بیان کرنے والے درج ذیل ثقہ و جلیل القدر تابعین ہیں۔

① ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف (صحیح بخاری: ۳۳۷۲ و صحیح مسلم: ۱۵۱/۳۸۲ و بعد ج: ۲۳۷۰)

② سعید بن المسیب (صحیح بخاری: ۳۳۷۲ و صحیح مسلم: ۱۵۱)

③ ابو عبیدہ (صحیح بخاری: ۳۳۸۷ و صحیح مسلم: ۱۵۱)

④ عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج (صحیح بخاری: ۳۳۷۵ و صحیح مسلم: ۱۵۱/۳۸۲ و بعد ج: ۲۳۷۰)

اس روایت کے شواہد و تائیدی روایات کے لئے دیکھئے تاریخ طبری (۳۰۳/۱ و سندہ حسن) و مصنف ابن ابی شیبہ (۵۲۳/۱-۵۲۵ ج ۳۱۸۲۶ والا وسط للطبرانی (۵۲۵ ج ۳۷۵/۹) و المستدرک للحاکم (۵۶۳ ج ۲/۵۹۵) معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے یہ حدیث دنیا میں صحیح سند سے موجود تھی والحمد للہ۔

اس کی تائید قرآن کریم میں ہے کہ لوط (علیہ السلام) نے فرمایا:

﴿لَوْ أَنِّي لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ط﴾ ”کاش میرے پاس تم سے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں کسی

طاقت و سہارے کی پناہ لے سکتا“ (سورۃ ہود: ۸۰، تدر القرآن ۴/۱۳۳، ۱۳۴)

تنبیہ بلغ: تدر القرآن کا مصنف امین احسن اصلاحی منکرین حدیث میں سے تھا لہذا اس کا ترجمہ ان منکرین حدیث پر حجت قاطعہ ہے۔

پرویز نے رکن کا ترجمہ ”سہارا“ کیا ہے (دیکھئے لغات القرآن ۲/۷۸۰)

مشہور تابعی اور مفسر قرآن امام قتادہ رحمہ اللہ نے ”رکن شدید“ کی تشریح ”العشیرۃ“ خاندان، سے کی (تفسیر طبری ۵۲/۲، ۵۳ و سندہ صحیح)

مضبوط قبیلہ والوں کی حمایت و مدد مانگنا شرک نہیں ہے بلکہ یہ استمداد ماتحت الاسباب ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ﴿مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ﴾ کون میرا مددگار ہے اللہ کی طرف؟ (سورۃ الصف: ۱۴)

ماتحت الاسباب مدد مانگنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا شرک نہیں ہوتا۔ شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ میں کسی کو شریک کیا جائے یا اموات سے مافوق الاسباب مدد مانگی جائے لہذا منکرین حدیث کی طرف سے سیدنا لوط علیہ السلام

پر شرک کا الزام باطل و مردود ہے۔ والحمد للہ

منکر حدیث: ”(۵) رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر؟“

(جلد دوم - صفحہ نمبر ۲۳۵ روایت نمبر ۵۰۰)

لیٹ نے کہا مجھے ہشام نے ایک خط لکھا جس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے والد انہوں نے عائشہؓ سے سنا اور میں نے خوب یاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کو نہ کئے کام کے متعلق خیال ہوتا کہ کر چکے ہیں۔ (یہ روایت کا ایک متعلقہ حصہ درج کیا گیا ہے)

تبصرہ: کیا رسول اللہ ﷺ جادو کی مدت کے دوران وحی الہی پہنچاتے تھے یا نہیں۔؟ اور پہنچانے وقت آپ کی کیفیت کیا ہوگی کہ آپ نے وحی نہ لکھوائی اور خیال کرتے ہوں گے کہ لکھوا چکا ہوں۔ شاید اسی طرح قرآن کا کچھ حصہ لکھوانے سے رہ گیا ہو جیسے کہ شیعہ کا خیال ہے اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی ایسی بعض روایات تحریر ہیں۔

(۵) الجواب:

نبی کریم ﷺ پر دنیاوی امور میں، مرض کی طرح عارضی طور پر جادو کے اثر والی روایت صحیح بخاری میں سات مقامات پر ہے (۶۳۹۱، ۶۰۶۳، ۵۷۶۶، ۵۷۶۵، ۵۷۶۳، ۳۲۶۸، ۳۱۷۵)

امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ اسے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

مسلم بن الحجاج النیسابوری (صحیح مسلم: ۲۱۸۹ و ترقیم دار السلام: ۵۷۰۴، ۵۷۰۳) ابن ماجہ (السنن: ۳۵۴۵) النسائی (الکبریٰ: ۶۱۵) و دوسرے نسخہ: ۷۵۶۹) ابن حبان (فی صحیحہ: الاحسان ج ۲، ۶۵۴۹، ۶۵۵۰) دوسرے نسخہ: ۶۵۸۳، ۶۵۸۴) ابو عوانہ (فی الطب راجعاً لمهرۃ ۳۱۹/۱ ج ۲۳۱۶) الطحاوی (مشکل الآثار رتقۃ الاختیار ۶۰۹/۶ ج ۸۸۸) الطبرانی (الوسط: ۵۹۲۲) البیہقی (السنن الکبریٰ ۱۳۵/۸، دلائل النبوة ۶۲/۲۴) ابن سعد (الطبقات ۱۹۶/۲) ابن جریر الطبری (فی تفسیرہ ۳۶۶/۱، ۳۶۷)

البغوی (شرح السنۃ ۱۲/۱۸۵، ۱۸۶ ج ۳۲۶۰ وقال: هذا حديث متفق على صحته)

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے اسے درج ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۶/۵۰، ۶۳، ۹۶) الحمیدی (۲۶۰ تحقیقی) ابن ابی شیبہ (المصنف ۷/۳۸۸، ۳۸۹ ج ۲۳۵۰) اسحاق بن راہویہ (المسند قلمی ص ۸۶ ج ۳۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت مشہور ثقہ امام و تابعی عروہ بن زبیر نے بیان کی ہے۔ عروہ سے ان کے صاحب زادے ہشام بن عروہ (ثقة امام) نے یہ روایت بیان کی ہے۔

فائدہ ①: ہشام بن عروہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے (صحیح بخاری: ۳۱۷۵)

فائدہ ②: ہشام سے یہ روایت انس بن عیاض المدنی (صحیح بخاری: ۲۶۹۱) اور عبدالرحمن بن ابی الزناد المدنی (صحیح بخاری: ۵۷۶۳، تفسیر طبری ۳۶۶/۱، ۳۶۷) و غیر ہما نے یہ روایت بیان کی ہے۔ والحمد للہ

اس روایت کی تائید کے لئے دیکھئے مصنف عبدالرزاق (۱۹۷۳) و صحیح بخاری (قبل ج ۳۱۷۵) و طبقات ابن سعد (۱۹۹۲) عن الزہری و سندہ صحیح) و السنن الصغریٰ للنسائی (۴۰۸۵ ج ۱۱۲/۷) و مسند احمد (۳۶۷/۳) و مسند عبد بن حمید (۲۷۱) و مصنف ابن ابی شیبہ (۳۸۸/۷ ج ۲۳۵۰) و کتاب المعرفة و التاريخ للإمام یعقوب بن سفیان الفارسی

(۲۹۰، ۲۸۹/۳) والمستدرک (۳۶۰، ۳۶۱/۳) وجمع الزوائد (۲۹۰، ۲۸۹/۶)

معلوم ہوا کہ منکرین حدیث کا اس حدیث پر حملہ دراصل تمام محدثین پر حملہ ہے۔

تنبیہ ①: قرآن مجید سے ثابت ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان رسیوں کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تھے جنہیں جادو گروں نے پھینکا تھا۔ جادو گروں نے ایسا جادو چلایا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام یہ سمجھے کہ یہ (سانپ بن کر) دوڑ رہی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يُخِيلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهُمْ أُنْهَاتُ سُلُوعًا﴾ ان کے جادو (کے زور) سے موسیٰ کو یوں خیال ہوتا تھا کہ وہ دوڑ رہی ہیں (آسان لفظی ترجمہ ص ۵۰۳، ط: ۶۶)

معلوم ہوا کہ جادو کا عارضی اثر خیال پر ہو سکتا ہے لہذا آپ ﷺ کا یہ خیال کرنا میں نے یہ (دنیا کا) کام کر لیا ہے، قطعاً قرآن کے خلاف نہیں ہے۔

منکرین حدیث کو چاہئے کہ وہ ایسی قرآنی آیت پیش کریں جس سے صاف ثابت ہوتا ہو کہ دنیاوی امور میں نبی کے خیال پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا۔ جب ایسی کوئی آیت ان کے پاس نہیں اور سورت طہ کی آیت مذکورہ ان لوگوں کی تردید کر رہی ہے تو ان لوگوں کو چاہئے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم اور امت مسلمہ کی متفق علیہا صحیح احادیث پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔

تنبیہ ②: روایت مذکورہ میں جادو کی مدت کے دوران دینی امور اور روحی الہی کے سلسلے میں جادو کا کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ قرآن کا کچھ حصہ لکھوانے سے رہ گیا ہے۔ بلکہ اس جادو کا اثر صرف دنیا کے معاملات پر ہوا مثلاً آپ اپنی فلاں زوجہ

محترمہ کے پاس تشریف لے گئے یا نہیں، لہذا دین اسلام قرآن و حدیث کی صورت میں من و عن محفوظ ہے والحمد للہ

منکر حدیث: ”(۶) کیا بندروں کی بھی شریعت ہوتی ہے؟“

(جلد دوم۔ صفحہ نمبر ۴۳۷۔ روایت نمبر ۱۰۲۹)

عمر بن عبیدون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر کو جس نے زنا کیا تھا دیکھا کہ بہت سے بندر اس کے پاس جمع ہو گئے اور ان سب نے اسے سنگسار کر دیا میں نے بھی ان سب کے ساتھ اسے سنگسار کر دیا۔ (روایت ختم)

تبصرہ: ۱۔ کیا یہ روایت وحی ہے شاید زانی کو سنگسار کرنے کی دلیل یہی روایت ہو البتہ سنا جاتا ہے کہ سنگسار کی آیت پہلے موجود تھی اب قرآن میں موجود نہیں ہے البتہ اس کا حکم باقی ہے۔

۲۔ کیا بندروں کی بھی شریعت ہوتی ہے؟ کیا ان کے بھی نکاح ہوتے ہیں اگر ان میں نکاح ہوتے ہیں تو زنا بھی ہو سکتا ہے اگر نکاح نہیں تو زنا کیسا؟

اور راوی کو یہ باتیں کس علم سے معلوم ہوئیں کیا وہ بندروں کی زبان جانتے تھے۔

راوی کا یہ بیان ہے کہ اس نے بھی بندروں کے ساتھ مل کر زانی بندر کو سنگسار کیا۔ جناب یہ راوی نے بہت بڑا جرم اور بندر بے چارے پر زیادتی کی ہے۔ احکام باری تعالیٰ کسی بھی جاندار پر ناحق ظلم سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں اب راوی نے جو بندر کو سنگسار کیا تو کیا اس نے کوئی جرم کیا تھا یا تو دنیا کی کسی بھی شریعت میں بندروں کے باہمی ملاپ کو جرم نہ ثابت کرے۔ اور اگر یہ نہیں سمجھ سکا کہ راوی نے یہ زیادتی کی ہے اس روایت کو بھی سنگسار کیا جائے۔“

جائے۔“

(۶) الجواب:

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”حدثنا نعيم بن حماد: حدثنا هشيم عن حصين عن عمرو بن ميمون قال: رأيت في الجاهلية قردةً اجتمع عليها قردةٌ قذرت، فرجموها فرجمتها معهم“ ہمیں نعيم بن حماد نے حدیث بیان کی (کہا): ہمیں ہشیم نے حدیث بیان کی، وہ حصین سے وہ عمرو بن میمون (تابعی) سے بیان کرتے ہیں کہ: میں نے جاہلیت (کے زمانے) میں ایک بندر یا دیکھی جس نے زنا کیا تھا، اس پر بندر اکٹھے ہوئے، پس انہوں نے اسے رجم کیا اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اسے رجم کیا (صحیح البخاری: ۳۸۴۹)

اس روایت کی سند کے سارے راوی ثقہ و صدوق ہیں۔ نعيم بن حماد کو جمہور محدثین نے ثقہ و صدوق کہا۔ ہشیم کی حصین بن عبد الرحمن سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے کیونکہ وہ حصین سے تالیس نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے شرح علل الترمذی لابن رجب (۵۶۲۲) ہشیم کی متابعت کے لئے دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۲۹۲/۴۹)

عمرو بن میمون مشہور تابعی اور ”ثقہ عابد“ تھے (دیکھئے التقریب: ۵۱۲۲)

عمرو بن میمون سے یہ روایت عیسیٰ بن حطان نے مفصل بیان کر رکھی ہے (تاریخ ابن عساکر ۲۹۲/۴۹، ۲۹۳)

صحیح بخاری و تاریخ دمشق کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔

التاریخ الکبیر للبخاری (۳۶۷/۶) مستخرج الاسماعیلی اور مستخرج ابی نعیم الاصبہانی (دیکھئے فتح الباری ۱۶۱، ۱۶۰/۷)

التاریخ الکبیر للإمام ابن ابی خيثمة (ص ۵۶۹)

تابعی کی یہ روایت نہ قول رسول ہے اور نہ قول صحابی ہے بلکہ صرف تابعی کا قول ہے۔ اب اس قول میں بندروں سے کیا

مراد ہے۔ ابن عبد البر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندر جن تھے۔ دیکھئے فتح الباری (۱۶۰/۷)

جنوں کا وجود قرآن مجید سے ثابت ہے دیکھئے سورة الاحقاف (آیت: ۲۹) وغیرہ، کیا منکرین حدیث اور منکرین سرائے

رجم کو اس بات پر اعتراض ہے کہ جنوں نے زنا کرنے والی جہیہ کو کیوں رجم کر دیا تھا؟

کیا جن مکلف مخلوق نہیں ہیں؟

تنبیہ ①: شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا صحیح و متواتر احادیث سے ثابت ہے مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۶۸۱۴) و صحیح

مسلم (۱۷۰۲) اور نظم المتن اثر من الحدیث التواتر (ص ۱۷۴ حدیث: ۱۸۲) والحمد للہ

تنبیہ ②: جنوں کا جانوروں کی شکل اختیار کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (ح ۲۲۳۶) و ترقیم

دارالسلام: (۵۸۳۹) و مؤطا امام مالک (۹۷۲/۲، ۹۷۳/۲، ۹۷۴/۲)

تنبیہ ③: بندر کی شکل اختیار کئے ہوئے زانی جن کی حمایت میں یہ کہنا کہ ”بندر بے چارے پر زیادتی کی ہے“ کو زنا

کرنے والے جنوں (اور زانی انسانوں) کی حمایت کے سوا اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔ منکرین حدیث کو یہ ثابت کرنا

چاہئے کہ ان کے نزدیک جنوں کے لئے زنا کرنا معاف ہے!!

منکر حدیث: ”(۷) فاتوا حرثکم انی شئتم کی تفسیر

(جلد دوم - صفحہ نمبر ۳۱۷ روایت نمبر ۱۶۴۱)

دوسری سند عبد الصمد - عبد الوارث - ایوب - نافع سے وہ ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فاتوا حرثکم انی شئتم سے مطلب یہ ہے کہ مرد عورت سے جماع کرے بعض لوگ اُطعام کرتے تھے چنانچہ اس آیت سے اس فعل سے روکا گیا ہے۔ لمبی حدیث ہے بچی قطان - عبد اللہ - نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

سکتا ہے نہ کہ جس طرف سے یا جہاں سے“

(۷) الجواب:

صحیح بخاری اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

”حدثني إسحاق: أخبرنا النضر بن شميل: أخبرنا ابن عون عن نافع قال: كان ابن عمر رضي الله عنهما إذا قرأ القرآن لم يتكلم حتى يفرغ منه، فأخذت عليه يوماً فقرأ سورة البقرة حتى انتهى إلى مكان قال: تدري فيما أنزلت؟ قلت: لا، قال: أنزلت في كذا وكذا ثم مضى - وعن عبد الصمد: حدثني أبي: حدثني أيوب عن نافع عن ابن عمر ﴿فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنِّي شَيْئْتُمْ﴾ قال: يَأْتِيهَا فِي -

رواه محمد بن يحيى بن سعيد عن أبيه عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر -“
ہمیں اسحاق (بن راہویہ) نے حدیث بیان کی: ہمیں نضر بن شمیل نے خبر دی: ہمیں (عبد اللہ) ابن عون نے خبر دی وہ نافع سے بیان کرتے ہیں، کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآن پڑھتے تو (قرأت سے) فارغ ہونے تک کوئی کلام نہ کرتے۔ ایک دن میں نے ان کے سامنے (قرآن مجید) لیا تو آپ نے سورۃ البقرہ پڑھی، جب آپ ایک مقام پر پہنچے، فرمایا: تجھے پتہ ہے یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: یہ اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، پھر آپ (تلاوت میں لگ) گئے۔

عبد العمد (بن عبد الوارث) سے روایت ہے: مجھے میرے ابا (عبد الوارث) نے حدیث بیان کی: مجھے ایوب (سختیانی) نے حدیث بیان کی وہ نافع سے وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے ﴿فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَنِّي شَيْئْتُمْ﴾ اپنی کھیتی کو آؤ جس طرح چاہو (البقرہ: ۲۲۳) کی تشریح میں فرمایا: میں آئے۔

روایت کیا محمد بن یحییٰ بن سعید (القطان) نے اپنے والد سے انہوں نے عبد اللہ (بن عمر) سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے“ (صحیح بخاری: ۴۵۲۶، ۴۵۲۷)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں ”بعض لوگ اغلام کرتے تھے“ کے الفاظ سرے سے موجود نہیں ہیں لہذا منکر حدیث نے صحیح بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی سے بچہ پیدا ہونے والی جگہ میں جماع کرنا چاہئے دیکھئے صحیح بخاری مترجم (ترجمہ و تشریح محمد داود راز ۶/۱۰۰ مطبوعہ مکتبہ قدوسہ لاہور) والسنن الکبریٰ للنسائی (۸۹۷۸)

مسند حسن، دوسرا نسخہ: ۸۹۲۹)

منکر حدیث: ”کیا چوہے قوم بنی اسرائیل کا گمشدہ گروہ ہیں۔“

(جلد دوم صفحہ نمبر ۲۳۶ روایت نمبر ۵۳۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا معلوم نہیں کیا ہوا۔ میرا خیال ہے کہ یہ چوہے (مسخ شدہ صورت میں) وہی گم ہوا گروہ ہے یہی وجہ ہے کہ جب ان کے سامنے اذیت کا دودھ رکھا جاتا ہے تو نہیں پیتے اور جب بکری وغیرہ کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتے ہیں پھر میں نے کعب سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا تم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ میں کہا ہاں انہوں نے کئی مرتبہ مجھ سے یہی کہا تو میں نے کہا اور کیا، میں تو رات پڑھا ہوا ہوں۔

تبصرہ: مسخ شدہ اقوام کے تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہنے کی وحی آنے سے پہلے یہ حدیث ہے۔

مندرجہ بالا روایت آپؐ کا ذاتی خیال ہے مادحتی سے خط شدہ الفاظ غور کر س... پھر روایت کا متن دیکھیں کیا آپؐ بھی نہ جانتے تھے کہ دو ہزار

سال بعد بھی بنی اسرائیل جن کی شکلیں مسخ کی گئی تھیں زندہ ہیں نئی کے علم کا یہ تصور (معاذ اللہ)“

(۸) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری (۳۳۰۵) کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

صحیح مسلم (۲۹۹۷) و ترقیم دار السلام (۷۹۶: ۷۹۷) صحیح ابن حبان (الاحسان ۵۲/۸ ح ۶۲۲۵ دوسرا نسخہ: ۶۲۵۸)

والرقائق لابن عوانہ (اتحاف المھر ۵۵۵/۱۵ ح ۱۹۸۷) مسند ابی یعلیٰ (۶۰۳۱ ح ۳۲۰/۱۰) شرح السنۃ للبغوی

(۲۰۰۸ ح ۳۳۹/۸) مشکل الآثار للطحاوی (۶۰۰۸ ح ۳۳۹/۸)

اسے امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے (المسند ۲/۲۳۴، ۲۸۹، ۴۱۱،

۷۹۷، ۵۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مشہور تابعی محمد بن سیرین نے بیان کی ہے۔ اس کی دوسری سند ”عن ابی

سلمہ عن ابی ہریرۃ“ کے لئے دیکھئے مشکل الآثار (طبعہ جدیدہ، تحفۃ الاخبار: ۶۰۰۹) اس روایت کے دوسرے

شواہد کے لئے دیکھئے مسند احمد (۱۹۶/۴) و مصنف ابن ابی شیبہ (۲۶۶/۸) و مشکل الآثار (طبعہ جدیدہ ۳۷۷/۶ ح

۴۴۲) و مسند ابی یعلیٰ (۹۳۱) و سنن ابن ماجہ (۳۲۳۸) و سنن ابی داود (۳۷۹۵) و سنن النسائی (۱۹۹/۷)

یہ حدیث دوسری صحیح حدیث کی وجہ سے منسوخ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”إن الله عز وجل لم يهلك قوماً أو يعذب قوماً فيجعل لهم نسلًا“ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو

ہلاک کرتا ہے تو پھر ان کی نسل باقی نہیں رکھتا (صحیح مسلم: ۲۶۶۳ و ترقیم دارالسلام: ۶۷۷۲) تیز دیکھئے فتح الباری (۱۶۰۷) و شکل الآثار (۳۳۹/۸، ۳۴۱، ۶، ۳۸۱) منسوخ روایت کو پیش کر کے صحیح احادیث کا مذاق اڑانا ان لوگوں کا

ی کام ہے جو قرآن کو ”بلا رسول“ سمجھنے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔!

منکر حدیث: ”(۹) گوشت کے سڑنے اور عورتوں کے خائن ہونے کی وجہ

(جلد دوم۔ صفحہ ۳۵۳۔ روایت نمبر ۵۵۷)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی نہ سڑتا اور اگر وہ نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔ (روایت ختم ہوئی)

تبصرہ: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی نہ سڑتا۔ جب کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ گوشت کے گلنے سڑنے کی وجہ قوم بنی اسرائیل نہیں بلکہ جراثیم ہیں۔ گوشت کا گلنا سڑنا تو ایک کائناتی نظام ہے اور جو اقوام عالم اس کائناتی نظام میں تغیر کا باعث نہیں بنتا۔

اگر گوشت آجکل گل سڑ جاتا ہے تو بنی اسرائیل سے پہلے بھی یہ نظام کائنات ایسے ہی چلتا رہا ہوگا وگرنہ مشرکوں کو اپنے گلے گدڑے بزرگوں کے بت بنا کر پوجنے کی کیوں ضرورت پیش آئی جب اجسام گلنے سڑتے نہیں تھے تو وہ ان کی مردہ لاشوں کو ہی نکال کر اپنے بت کدوں میں سجالیاتے ان کے بت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔

اور قرآن مجید میں تو صاف اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور دوبارہ اسے مٹی ہی لوٹا دیتا ہے اور پھر بروز قیامت اسے مٹی سے ہی نکال کھڑا کرے گا۔ اور جس طریقے سے انسان کی مردہ لاش گل سڑ کر مٹی ہوتی ہے اس سے بھی آپ واقف ہیں۔

تو اب فرمائیے کہ کیا نبی ﷺ کا یہ فرمان بذریعہ وحی تھا نہ خود باللہ کیا اللہ تعالیٰ خالق کائنات کو بھی گوشت کے سڑنے کی وجوہات معلوم نہ تھیں اور کیا سب عورتیں اسی وجہ سے خاندانوں کی خیانتیں کرتی ہیں جو وجہ مندرجہ بالا حدیث میں موجود ہے۔

کیا دونوں معاملات کی وجوہات اللہ تعالیٰ کی وحی فرمودہ ہے؟

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ﴾ (مدثر: ۱۸)

ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے رہن ہے۔ کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ تو کسی بھی شخصیت کا وجود یا اس کے ہاتھوں کسی قسم کے جرم کا ارتکاب آنے والی نسل کے باؤں کی زنجیر کیونکر بن سکتا ہے۔ کسی شخصیت کے وجود کو کائناتی برائیوں کی جڑ سمجھنا خلاف قرآن ہے لہذا قرآن تو برے

اعمال کو نمٹوس قرار دیتا ہے کسی شخصیت کے وجود کو نہیں (پس۔)

(۹) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں دو مقامات پر ہے (۳۳۹۹ من طریق عبد الرزاق، ۳۳۳۰ من طریق عبد اللہ بن المبارک،

کلاهما عن معمر عن همام عن أبي هريرة به)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

صحیح مسلم (۱۴۶۸/۶۳ و ترقیم دارالسلام: ۳۶۴۸) صحیح ابن حبان (الاحسان ۴۱۵۷، نسخہ محققہ: ۴۱۶۹) شرح السنۃ

للبخاری (۱۶۴/۹ ج ۲۳۳۵ وقال: هذا حديث متفق على صحته) المستخرج على صحيح مسلم لابن النعيم الاصبهاني (۱۴۳/۴ ج ۳۳۵۰)

امام بخاری سے پہلے اسے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

ہمام بن منبہ (الصحیفہ: ۵۸) احمد بن حنبل (المسند ۲/۳۱۵ ح ۸۱۵۵)

ہمام بن منبہ بالا جماع ثقہ ہیں لہذا یہ روایت بلحاظ اصول حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس کے دوسرے شواہد کے لئے دیکھئے

مسند اسحاق بن راہویہ (۱۱۷) و مسند احمد (۳۰۴/۲) و حلیۃ الاولیاء (۳۸۹/۸) و مستدرک الحاکم (۱۷۵/۴)

منکر حدیث نے اس حدیث کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”جب کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ گوشت سڑنے کی وجہ قوم بنی اسرائیل نہیں بلکہ جراثیم ہیں۔۔۔۔۔“

عرض ہے کہ کیا ان جراثیم کی وجہ سے خود بخود گوشت خراب ہو جاتا ہے یا اس کے خراب ہونے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے اور یہ جراثیم اسی کے پیدا کردہ ہیں؟

نام نہاد تجربے کی وجہ سے صحیح حدیث کا رد کرنا انہیں لوگوں کا کام ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رسول کا کام صرف قرآن پہنچانا تھا، اس نے پہنچا دیا۔ اب قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے منکرین حدیث کے نزدیک رسول کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔!!

منکرین حدیث سے درخواست ہے کہ اس صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے قرآن مجید کی وہ آیت پیش کریں جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ بنی اسرائیل کے وجود سے پہلے بھی دنیا میں گوشت گل سڑ جاتا تھا۔ اگر قرآن سے دلیل پیش نہ کر سکیں تو پھر ایسی مشین ایجاد کریں جس کے ذریعے وہ لوگوں کو زمانہ بنی اسرائیل سے پہلے والے دور میں لے جا کر دکھادیں کہ دیکھو یہ گوشت گل سڑ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر سوچ لیں کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان رد کرنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

تنبیہ: بعض علماء نے اس حدیث کی دیگر تشریحات بھی لکھی ہیں مثلاً دیکھئے ”مشکلات الأحادیث النبویہ و بیانہا“ (ص ۱۱) لیکن ظاہر الفاظ کتاب و سنت پر ایمان لانے میں ہی نجات ہے۔ الایہ کہ کوئی صحیح دلیل قرینہ صارفہ

ہیں کر ظاہر کو مجاز کی طرف پھیر دے۔ والحمد للہ

منکر حدیث: ”(۱۰) نحوست تین چیزوں میں ہے؟“

(جلد دوم صفحہ نمبر ۸۱ روایت نمبر ۱۲۲)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ نحوست صرف تین چیزوں میں ہے۔ گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔

(روایت نمبر ۱۲۳) کہل بن سعد ساعدی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو عورت میں ہوتی، مکان

میں ہوتی۔ گھوڑے میں ہوتی۔

تبصرہ: مذکورہ بالا روایات ۱۲۲، ۱۲۳ اپنا تبصرہ آپ ہیں۔ ایک روایت میں تین چیزوں میں نحوست بیان کی گئی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو

بالحق پیدا کیا ہے منحوس اور باطل پیدا نہیں کیا۔ انسان کا کردار تو منحوس ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق کی تخلیق میں نحوست نہیں سکتی۔ اللہ

تعالیٰ کی ہر مخلوق کے نتائج خیر پڑتی ہوتے ہیں۔

دوسری روایت میں شرط نفی ہے کہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی۔ ایک ہی صفحہ پر ایسی متضاد روایات کی مثال کہیں ملانا ناممکن ہے

اور پھر ان دونوں روایات کو وحی کہہ کر نبی ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔“

(۱۰) الجواب:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ یہ روایت صحیح بخاری میں چار مقامات پر ہے (۵۰۹۳، ۲۸۵۸، ۵۷۵۳، ۵۷۵۴، ۵۷۵۵)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم (۲۲۲۵) ترقیم دارالسلام: ۵۸۰۴، ۵۸۰۵ (التوکل للإمام ابن خزیمہ) (اتحاف المھر ۳۰۷/۸ ح ۹۴۳۴) و سنن ابی داود (۳۹۴۲) و سنن الترمذی (۲۸۲۳) وقال: هذا حديث صحيح (وسنن النسائي ۳۵۹۹، ۳۵۹۸ ح ۲۲۰/۶) و سنن ابن ماجہ (۱۹۹۵) و شرح معانی الآثار للطحاوی (۳۱۳/۴) و مشکل الآثار لہ (تحفۃ الاخیرا ۲۱۸/۱ ح ۲۰۵) و شرح السنۃ للبخاری (۱۳/۹ ح ۲۲۴۴) وقال: هذا حديث متفق على صحته (مسند ابی یعلیٰ (۵۵۳۵، ۵۴۹۰، ۵۴۳۳) [وغیرہ] امام بخاری سے پہلے درج ذیل محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

امام مالک (الموطا ۲/۲۲ ح ۹۷۸۳، التمهید ۲/۸۷۹) عبد الرزاق (المصنف ۱۰/۴۱۱ ح ۱۹۵۲) ابو داود الطیالسی (۱۸۲۱) ابوبکر الحمیدی (۶۲۱) و احمد بن حنبل (۸/۲ ح ۵۴۴۴، ۵۴۲/۲، ۱۱۵، ۱۲۶، ۱۳۶) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسے درج ذیل حلیل القدر تابعین نے بیان کیا ہے۔

① سالم بن عبداللہ بن عمر

② حمزہ بن عبداللہ بن عمر

معلوم ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے، اسے شاذ یا معلول قرار دینا غلط ہے لیکن یہ حدیث دوسری روایات کی وجہ سے منسوخ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”إن كان الشؤم في شيء ففي الدار والمرأة والفرس“ اگر بدشگون کسی چیز میں ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی (صحیح بخاری: ۵۰۹۳، صحیح مسلم: ۲۲۲۵، دارالسلام: ۵۸۰۴، ۵۸۰۵، ۵۸۰۹، ۵۸۱۰) یہ روایت، اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل صحابہ سے بھی موجود ہے۔

① سہل بن سعد الساعدی (صحیح بخاری: ۵۰۹۵، ۲۸۵۹، صحیح مسلم: ۲۲۲۶، دارالسلام: ۵۸۱۰)

② جابر بن عبداللہ الانصاری (صحیح مسلم: ۲۲۲۷، دارالسلام: ۵۸۱۲)

خلاصۃ التحقيق: یہ روایت بہ اصول محدثین بالکل صحیح ہے لیکن دوسری روایات کی وجہ سے منسوخ ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ دنیا میں جھگڑے فساد کی جڑ عام طور پر یہی تین چیزیں ہیں۔ عورت، گھر، زمین جائداد، اور گھوڑا (یعنی فوجیں) واللہ اعلم، نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ”لا طیرۃ“، کوئی نحوست اور بدشگون نہیں ہے (صحیح بخاری: ۵۷۵۴، صحیح مسلم: ۲۲۲۳ عن

سیدنا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

بیزدیکھنے فتح الباری (۶۰۶-۶۳ تحت ح ۲۸۵۸، ۲۸۵۹) والحمد للہ

منکر حدیث: ”(۱۱) صحابہ رضی اللہ عنہم کی کردار کشی

(جلد اول - صفحہ نمبر ۸۲۰ روایت نمبر ۲۲۱۱)

حسین ابن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کے دن ایک اونٹنی ملی اور پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹنی اور دینی ان دونوں کو ایک دن میں نے ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کر رہا تھا کہ ان دونوں پر اذخر لا دکر لے جاؤں تاکہ بچوں اور میرے ساتھ بنی قریظہ کا ایک سناڑ تھا اس سے فاطمہؓ کے ولیمہ کی دعوت میں مدلولوں حمزہ بن عبدالمطلب اسی گھر میں شراب پی رہے تھے ان کے ساتھ ایک گانے والی تھی الدیا حمزہ بشرف النوا - اے حمزہ آگاہ ہو فرجہ اونٹنیاں لے لو۔ حمزہ ان دونوں اونٹنیوں کی طرف تلوار لے کر چھٹ پڑے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کوہے کاٹ ڈالے پھر ان دونوں کی کچیاں کاٹ ڈالیں میں نے ابن شہاب سے پوچھا کوہان کیا ہوا کہا کوہان کاٹ کر لے گئے ابن شہاب کا بیان ہے کہ علیؓ نے کہا کہ میں ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔ میں (یعنی علیؓ) نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس زید بن حارثہ بھی تھے۔ میں نے آپ سے واقعہ بیان کیا تو آپ چلے اور آپ کے ساتھ زیدؓ بھی چلے میں بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوا۔ آپ حمزہؓ کے پاس پہنچے اور بہت غصہ ہوئے حمزہؓ نے نگاہ اٹھائی اور کہا کیا تم میرے باپ دادوں کے غلام ہو؟ رسول اللہ ﷺ اٹھے پاؤں واپس ہو گئے اور ان کے پاس سے چلے گئے (یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے)

تبصرہ: کیا غیر محرم کے ساتھ گانا بھی مباح تھا اس کے علاوہ دوسری روایت اسی مضمون کی جو بخاری جلد دوم صفحہ ۵۱۵ روایت نمبر ۱۱۸۰ جس میں

یاروں کی مجلس کا بھی ذکر ہے۔ علیؓ کی اجازت کے بغیر ان کی دونوں اونٹنیوں کا جھٹکا کر دیا۔

صحابہؓ کا یہ کردار خلاف قرآن سمجھا جائے گا لہذا یہ حقیقت کی بجائے صحابہ پر بہتان ہوگا۔“

(۱۱) الجواب:

یہ روایت صحیح بخاری میں پانچ مقامات پر موجود ہے (۲۰۸۹، ۲۳۷۵، ۳۰۹۱، ۴۰۰۳، ۵۷۹۳ مختصراً و مطولاً)

صحیح بخاری کے علاوہ یہ روایت درج ذیل کتابوں میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم (۱۹۷۹) وتر قیام دار السلام: ۵۱۴۷-۵۱۳۰) صحیح ابن حبان (الاحسان ۳۴۷ ح ۴۵۱۹ دوسرا نسخہ: ۴۵۳۶) صحیح

ابی عوانہ (۲۳۸/۵، ۲۳۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲) وسنن ابی داود (۲۹۸۶) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۱۵۳/۶، ۳۴۲، ۳۴۱)

ومسنن ابی یعلیٰ (۵۴۷) امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے یہ حدیث درج ذیل محدثین نے بیان کی ہے۔

احمد بن حنبل (المسند ۱۴۲/۱ ح ۱۲۰۰)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت صحیح ثابت اور مشہور ہے۔ اس سلسلے میں چند اہم معلومات درج ذیل ہیں۔

① یہ واقعہ غزوہ احد (۳ھ) سے پہلے اور غزوہ بدر (۲ھ) کے بعد کا ہے۔

② شراب (خمر) کی حرمت کا حکم ۶ھ یا ۷ھ میں نازل ہوا۔ اس سے پہلے شراب حرام نہیں تھی۔

③ اس حدیث میں ذکر کردہ دور میں گانے والی لونڈیوں کا گانا حرام نہیں ہوا تھا۔ یاد رہے کہ اس روایت میں موسیقی

کے آلات کا ذکر نہیں بلکہ صرف لونڈی کا (آواز سے) گانا نہ کور ہے۔ گانے بجانے کی حرمت دوسری احادیث سے ثابت ہوتی ہے (مثلاً دیکھئے صحیح بخاری: ۵۵۹۰) لہذا اس روایت سے گانے بجانے کے جواز پر استدلال کرنا منسوخ ہے۔

④ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زنا کا صدور بھی ثابت ہے (دیکھئے صحیح بخاری: ۶۸۲۰ صحیح مسلم: ۱۶۹۱)

⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بخشے ہوئے اور جنتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اطلع الله على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم، فقد غفرت لكم“ ”بدری صحابیوں کے سامنے اللہ ظاہر ہوا اور فرمایا: جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا ہے (مسند احمد ۲/۲۹۵ ج ۲ ۷۴۰ء وسندہ حسن)

سیدنا امیر حمزہ البدری رضی اللہ عنہ کو اللہ نے بخش دیا اور جنت الفردوس میں داخل کر دیا ہے لہذا منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ ”صحابہ کا یہ کردار خلاف قرآن سمجھا جائے گا....“ مردود ہے۔

منکر حدیث: ”(۱۲) کیا وحی خیال مشکوک کا نام ہے

(جلد دوم صفحہ ۲۶۳ روایت نمبر ۵۷۳)

ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدمؑ۔ وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور باریابی میں ہوں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ میں جانے والا لشکر کا اوہ عرض کریں گے دوزخ کا کتنا لشکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کافی ہزار نو سو نواوے دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا پس وہ ایسا وقت ہوگا کہ خوف کے مارے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور تم کو لوگ نشہ کی سی حالت میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے جنت میں جانیں والا ہی ہزار ایک کون ہوگا آپؐ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ کیونکہ تم میں ایک آدمی ہوگا اور یا جوج میں سے ایک ہزار۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ تم جنت کا چوتھائی حصہ ہو گے تو ہم لوگوں نے تکبیر پڑھی پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے ہم نے پھر تکبیر کہی تو آپؐ نے فرمایا تم اہل جنت کا نصف ہو گے یعنی تم نصف اور نصف دوسرے لوگ ہوں گے ہم نے پھر اللہ اکبر کہا آپؐ نے فرمایا تم تو اور لوگوں کے مقابلے میں ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید تیل کے جسم پر یا سفید بال سیاہ تیل کے جسم پر۔ (روایت ختم)

تبصرہ: خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں کیا وحی ایسے ہی الفاظ میں نازل ہوتی ہے یعنی مجھے امید ہے یا یہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا کیا اللہ تعالیٰ بھی حقیقی طور پر ایک بات نہیں بتلاتا۔ کیا وحی خیال مشکوک کا نام ہوتا ہے۔

نوٹ: بخاری میں دوسرے مقام پر یعنی کتاب التفسیر میں بھی اسی مضمون کی روایت ہے زیر تفسیر آیت وتری الناس سكرًا روایت نمبر ۸۵۵/۲-۱۸۵۲ جلد دوم

(۱۲) الجواب:

یہ حدیث صحیح بخاری میں تین مقامات پر موجود ہے (۶۵۳۰، ۴۷۴۱، ۳۳۴۸)

اسے امام بخاری کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

مسلم (الصحيح: ۲۲۲) النسائي في الكبرى (۱۱۳۳۹، والتفسير: ۳۵۹) ابو عوانه (المسند: ۸۸۱-۹۰) عبد بن حميد (المختب: ۹۱۷) ابن جرير الطبري (التفسير: ۸۷۱، تهذيب الآثار: ۵۲/۲) البيهقي (شعب الإيمان: ۳۶۱) ابن منده (الإيمان: ۸۸۱)

امام بخاری سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے۔
احمد بن حنبل (المسند: ۳۲/۳) وکیع (نسخة وکیع عن الأعمش ص ۸۵، ۸۶ ح ۲۷)
سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی بیان کیا ہے، دیکھئے صحیح بخاری (۶۵۲۸، ۶۶۴۲) و صحیح مسلم (۲۲۱)

لہذا یہ روایت بالکل صحیح اور قطعی الثبوت ہے۔ اس میں ”خیال مشکوک“ والی کوئی بات نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے درجہ بدرجہ اپنے صحابہ کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے پہلے ایک چوتھائی پھر ایک ثلث اور آخر میں نصف کا ذکر فرمایا۔ یہ عام لوگوں کو معلوم ہے کہ نصف میں ایک ثلث اور ایک چوتھائی دونوں شامل ہوتے ہیں لہذا منکرین حدیث کا اس

حدیث پر حملہ مردود ہے۔ منکرین حدیث کی ”خدمت“ میں عرض ہے کہ سورة الصفّت کی آیت نمبر ۱۴ کی وہ کیا تشریح بیان کرتے ہیں؟ دوسرے یہ کہ حدیث مذکور کس قرآنی آیت کے خلاف ہے؟

منکر حدیث: ”کیا وحی مشکوک ہوتی ہے؟“

(جلداول صفحہ ۸۳ روایت نمبر ۲۲۳۳)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا مسلم نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو ساری دنیا پر فضیلت دی اور یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو ساری دنیا پر فضیلت دی۔ مسلمان نے یہ سن کر یہودی کے چہرے پر تھہر مارا۔ یہودی نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور جو کچھ مسلمان اور اس کے درمیان گذرا تھا بیان کر دیا۔ نبی ﷺ نے مسلمان کو بلایا اور اس کے متعلق پوچھا اس نے سارا حال بیان کیا نبی ﷺ نے فرمایا: کو موسیٰ پر فضیلت نہ دو اس لئے کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائیں گے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا سب سے پہلے مجھے ہوش آئے گا۔ میں دیکھوں گا کہ موسیٰؑ کا کونہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ (روایت مختصر)

تبصرہ: میں نہیں جانتا اور باقی خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ سب لوگوں کی بے ہوشی پر اطلاع دے دی اور اگلی اطلاع بذریعہ وحی نہ مل سکی ”میں نہیں جانتا“ اور دوسرے لفظ ”یا“ پر غور فرمائیں۔ کیا وحی مشکوک ہوتی ہے؟ وما علینا الا البلیغ المبین “

(۱۳) الجواب:

یہ حدیث صحیح بخاری میں مقامات پر ہے (۲۴۱۱، ۳۴۰۸، ۴۸۱۳، ۳۴۱۴، ۶۵۱۷، ۶۵۱۸، ۶۷۷۷)

اسے امام بخاری کے علاوہ درج ذیل محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

مسلم بن الحجاج (صحیح مسلم: ۲۳۷۳) طحاوی (مشکل الآثار، طبعہ قدیمہ ۴۴۵/۱، معانی الآثار: ۳۱۶/۴) ابویعلیٰ (المسند:

۶۶۳۳) النسائی (السنن الکبریٰ: ۷۷۵۸، ۱۱۴۵۷) ابوداؤد (السنن: ۴۶۷۱) ترمذی (السنن: ۳۲۴۵) وقال: هذا حديث حسن صحيح) ابن ماجہ (السنن: ۴۲۷۴) البغوی (شرح السنۃ ۱۵/۱۰۶ ج ۲/۴۳۰ وقال: هذا حديث متفق على صحته) البیہقی (دلائل النبوة ۵/۴۹۲)

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے درج ذیل محدثین نے اسے روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل (۲۶۴/۲، ۲۵۰)

یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل جلیل القدر ثقہ تابعین نے بیان کی ہے۔

① سعید بن المسیب

② ابوسلمہ بن عبد الرحمن

③ عبد الرحمن الاعرج

④ عامر الشعمی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اسے سیدنا الحذری رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے (صحیح بخاری: ۲۴۱۲ صحیح مسلم:

۲۳۷۴ و مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۵۲۶ ج ۲/۳۱۸۲۸)

معلوم ہوا کہ یہ روایت بالکل صحیح ہے لہذا منکر حدیث کا اس سے ”کیا وحی مشکوک ہوتی ہے؟“ کشید کرنا باطل ہے۔

رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ”میں نہیں جانتا“، إلخ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کے مطابق ہے۔

﴿وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ [آپ کہہ دیں کہ....] اور میں غیب نہیں جانتا (سورۃ الانعام: ۵۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَإِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ﴾ [سورۃ الانبیاء: ۱۰۹]

ترجمہ از شاہ ولی اللہ دہلوی: ”وہی دانم کہ نزدیک است یا دور است آنچہ وعدہ دادہ میشود“ (ص ۳۹۹)

ترجمہ از شاہ عبدالقادر: ”اور میں نہیں جانتا، نزدیک ہے یا دور ہے، جو تم کو وعدہ ملتا ہے“ (ص ۳۹۹)

ترجمہ از احمد رضا خان بریلوی: ”میں کیا جانوں کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے“ (ص ۵۳۱)

معلوم ہوا کہ منکرین حدیث حضرات، احادیث صحیحہ کی مخالفت کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کے بھی مخالف ہیں۔

ان کے پاس نہ حدیث ہے اور نہ قرآن ہے، بس وہ اپنی خواہشات اور بعض نام نہاد ”مفکرین قرآن“ کے خود ساختہ

نظریات و تحریفات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ مرنے سے پہلے پہلے رب کریم کی طرف سے مہلت ہے، جو شخص توبہ کرنا

چاہے کر لے ورنہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باغیوں اور سرکشوں کے لئے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی پناہ میں رکھ۔ اے اللہ! تو ہمیں کتاب و سنت پر ثابت قدم رکھ اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرما۔ اے اللہ!

ہمارے سارے گناہ معاف فرما دے، آمین،

حافظ زبیر علی زئی (۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ)